الحمد للہ

جامعۃ المدینہ فیضان بخاری کے درجہ سابعہ ، سادسہ اور خامسہ کے ہونہار طلباء کا
نور قرآن سے جگمگاتے ہوئے خوبصورت پھولوں پر مشتمل دلکش گلدستہ

اَلبرھان لِنور القرآن

پیشکش جامعۃ المدینہ فیضان بخاری

پیش لفظ

استاذ العلماء الحاج ابو غفران یوسف عطاری المدنی دامت برکاتہم العالیہ

قرآن نازل ہوا تو اس نے اپنی فصاحت و بلاغت پر اترانے اور ساری دنیا کو عجم قرار دینے والے عربوں کے نامور خطیبوں اور شاعروں کو بھی ہکا بکا کر دیا۔ قرآن کی اٹل سچائیاں، دلآویز استدلال، پاکیزہ دعوت اور اس کا حسن بیان دیکھ کر سبھی دنگ رہ گئے۔ بڑے سے بڑے کافر اور مشرک کا دل بھی اندر سے بول اُٹھا کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایسی بزرگ و برتر نادیدہ ہستی کا کلام ہے جس نے اسے نازل فرما کر حقائق و معارف کے دریچے کھول دیے ہیں۔ قرآن کے محاسن و فضائل بے پایاں ہیں لیکن اس آخری آسمانی کتاب کی سب سے بڑی خوبی اس کی بلند پایہ دعوت اور بناوٹ سے پاک سادہ اور بے تکلف طرز تخاطب ہے جو رہ رہ کر انسان کی عقل و شعور کو جھنجوڑتا ہے اور اُس قادر مطلق کی بندگی کی طرف رہبری کرتا ہے جس نے ہمیں اور اس پوری کائنات کو پیدا فرمایا۔

قرآن ہمارے سامنے پھیلی ہوئی جانی بوجھی چیزوں کی طرف اشارے کرتا ہے اور ہمارے دل و دماغ سے پوچھتا ہے کہ تم کس کی بندگی کرو گے؟ بنے ہوئے مظاہر کو پوجو گے یا ان کے بنانے والے مقدس پروردگار کے آگے سر جھکاؤ گے؟ اگر تم اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں میں گم رہنا چاہتے ہو تو معاملہ دوسرا ہے! لیکن اگر تم اپنے مالکِ حقیقی کی بندگی کرنے اور فلاح پانے کے آرزومند ہو تو راستہ بالکل سیدھا اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ میری بات مانو۔ میں اللہ کی کتاب ہوں، میں اللہ کا کلام ہوں میں ھُدًی لِلمتقین ہوں۔ میں امام مبین ہوں، میں پیغام ہدایت ہوں، میں رہنمائی کا نور ہوں، میں ایک اللہ کی عبادت اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی دعوت دینے آیا ہوں، میں واضح کرنے آیا ہوں کہ سب انسانوں کا پروردگار ایک ہے۔ سب انسانوں کو اللہ رب العزت ہی کی بندگی کرنی اور نیکی کی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ ایک دن یہ دنیا فنا ہو جائے گی۔ قیامت قائم ہو گی۔ جو شخص ذرہ برابر خیر کا کام کرے گا اُس کی جزا پائے گا اور جو ذرہ برابر شر کرے گا اُسے اس کی سزا ملے گی۔ آؤ، میری دکھائی ہوئی روشن راہ پر چلو۔ اس طرح تم اس دنیا میں بھی خوش رہو گے اور آخرت میں بھی عزت اور کامیابی کی مسند پر فائز ہو جاؤ گے۔

قرآن کریم کا یہ پیغام ہر آن گونجتا ہے۔ جو لوگ اس صدائے حق کا مثبت جواب دیتے ہیں اور راہ ہدایت کے راہ گیر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اصل مقصد زندگی کی معرفت عطا دیتا ہے اس کے برعکس وہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں لاتے خائب و خاسر رہتے ہیں باوجود یہ کہ اس معجز کلام الٰہی کی تردید کے لئے نہ ان کے پاس الفاظ ہیں نہ دلائل، پر جب بھی انہوں نے مخالفت کا اظہار کیا وہ لبادہ جہالت اوڑھ کر زبانی اہانت اور گالی گلوچ سے یا جھنجلاہٹ کی انتہاء اور بے بسی کے اعتراف کے طور پر اس کو معاذاللہ نذر آتش کر دیا یا پھر پارہ پارہ کر دیا، کیا اس سے وہ بزدل اور جاہل و ناہنجار کفار یہ سمجھتے ہیں کہ قرآنی تعلیمات کو ختم کرنے میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ حَاشَا کَلّا ان کا یہ ناپاک خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، قرآن ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے اس نے ہمیشہ رہنا ہے اس کائنات میں بھی، ہماری نظروں میں بھی اور ہمارے دلوں میں بھی۔

الحمدللہ اس دور پر فتن میں بھی ایسے باصلاحیت افراد موجود ہیں جو جاہلیت کا جواب نور علم کے ذریعے اور شر کا جواب خیر کے ساتھ دینا بخوبی جانتے ہیں ان میں سے چند افراد جو ہمارے جامعۃ المدینہ فیضان بخاری کے ہونہار طلباء ہیں جو درجہ سابعہ، سادسہ اور خامسہ میں زیر تعلیم ہیں انہوں نے اس دنیا کے سامنے جو بد تہذیبی کا مظاہرہ قرآن کی بے حرمتی کے حوالے سے کیا گیا اس کا جواب بڑی تہذیب کے ساتھ دیتے ہوئے قرآن کی جامعیت و معنویت، اوصاف و کمالات، فصاحت وبلاغت اور بے شمار عمدہ موضوعات کو ضبط تحریر میں لا کر عالم دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت پائی ہے تا کہ صاحب ایمان کا ایمان مزید مضبوط ہو اور بے ایمان کو ایمان کی دولت نصیب ہو۔

ابو غفران محمد یوسف مدنی

سینئر استاد جامعۃ المدینہ

فیضان بخاری کراچی

تقریظ

استاذ العلماء مربی طلباء علامہ مفتی محمد عرفان خان عطاری مدنی نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

مضطرب باغ کے ہر غنچہ میں ہے بوئے نیاز
تُو ذرا چھیڑ تو دے تشنہ مضراب ہے ساز

طالب علمی کے دور میں اس قدر مواد کے ساتھ مختلف مضامین کو لکھنا بڑے کمال کی بات ہے، مدارس میں اعلی تعلیم کے باوجود عام طور پر طلباء اپنی احساس کمتری کی وجہ سے تصنیف کی طرف قدم نہیں اٹھاتے، حالانکہ "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"۔

استاذ العلماء مفتی یوسف مدنی صاحب زید علمہ نے طلباء کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کے تاروں کو ہلایا ہی تھا کہ علم و عرفان کے نغمے گونجنے لگے، فیضان بخاری کے طلبہ کا ہر غنچہ کھلنے لگ گیا ہے یہاں تک وہ طلبہ جو اپنے آپ کو بلبلِ بے پَر سمجھتے تھے اس تحریض پر مزاقِ پرواز انہیں بھی تصنیف کے میدان میں لے اڑا۔

اس پر آشوب دور کی وجہ سے کچھ لوگوں کا کہنا تو یہی ہے کہ عہدِ گُل ختم ہو چکا، ساز چمن ٹوٹ چکا، ڈالیاں زمزمہ سے خالی ہو چکی ہیں لیکن کس کو پتہ تھا کہ یہ طلباء حق کی کشتی کا سہارا اور عصرِ نورات میں دھندلا سا ستارہ ثابت ہوں گے، طلبہ کا اس طرح محوِ ترنم ہونا، ان کے سینوں میں نغموں کا تلاطم ہونا، ان کے دلوں میں عزائم کا بیدار ہونا ضرور گلستان کو خش و خاشاک سے خالی کر دے گا، ان کا ابھرتا ہوا سورج عالم کو تاب ناک کر دے گا، ان کے مضامین کی طاقت سے ضرور اہل استحقاق کے سینے چاک ہوں گے، اس بانگ درا سے غافلوں کے دل ضرور بیدار ہوں گے، یاس سے بھرے نفوس نئے عہدِ وفا سے مشک بار ہوں گے، عشق و مستی کے پیاسے ان کے حقیقی بادہ دیرینہ میں آباد ہوں گے۔ ان شآءاللہ تعالیٰ

مفتی محمد عرفان مدنی نعیمی
دعا مسجد آگرہ تاج لیاری

فہرست

درجہ خامسہ

قرآنِ کریم کا شِفائیہ پہلو

تحریر از: طاہر ظفر عطاری

قرآن پاک ظاہری اور باطنی امراض کے لیے شفا ہے اور لازوال و بے شمار حکمتوں سے معمور صحیفہ اور نسخہ کیمیاء ہے۔ بنی نوع انسان کو پیش آنے والے جملہ مسائل کا حل اسی روشن کتاب میں موجود ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ[1]

ترجمہ: اور نہیں کوئی خشک و تر جو اس کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔

قرآن شفا و رحمت بھی ہے اور نور و حکمت بھی مومنین کے لیے اس میں رحمت اور حکمت کا سامان موجود ہے جبکہ ظالمین کے لیے یہ خسارہ میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ یعنی اس کی ہدایات و تعلیمات کی پیروی نہ کرنے والے گھاٹا کھاتے ہیں۔ جبکہ قلبی بیماروں کے لیے یہ شفاء مافی الصدور ہے۔

آئمہ امت نے قرآن پاک کے شفائیہ پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے خصوص اہتمام کیا، اور اس موضوع پر انتہائی گراں قدر اور دقیق تصانیف و تالیف کا ذخیرہ بہم پہنچایا ہے۔

افسوس آج امت مسلمہ اس سرچشمہ صحت و شفا سے جیسا کہ حق ہے مستفید نہیں ہو پارہی اور اس حقیقی دار الشفا کو چھوڑ کر دیگر تمام مادی ذرائع اور اسباب اختیار کر رہی ہے پیش نظر کاوش ایسے ہی مریضوں کو شافی الامراض کی طرف متوجہ کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔

اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر عز و شرف عطا فرمائے۔

اور اس لکھنے سے میرا مقصد محض مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے خالص اپنی رضا کے لیے بنائے۔ جو جنت النعیم میں داخلے کا سبب ہو۔

حفظ قرآن و تمام علوم کے لیے مجرب آیات کریمہ

حضرت ہشام بن الکلبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا بیٹا قرآن کا طالب علم تھا وہ جو کچھ بھی اس میں سے پڑھتا بھول جاتا تھا میں نے خواب میں ایک کہنے والے کو دیکھا جو مجھے کہہ رہا تھا ایک صاف ستھرے برتن میں لکھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

اس میں آب زم زم ڈال کر اپنے بیٹے کو پلاؤ وہ قرآن اور دیگر علوم کا حافظ بن جائے گا۔

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 59.

آسیب سے نجات کے لیے مجرب نسخہ

ایک صالح بزرگ نے بیان کیا کہ ایک لونڈی کو حاجت ہوئی تو اس نے رات کے وقت کسی نامناسب جگہ پر پیشاب کر دیا اور وہیں جکڑی گئی تو ان بزرگ نے اس کے پاس جا کر پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ الٓمّٓصٓ۔ طٰهٰ۔ طٰسٓمّٓ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ۔ يٰسٓ ۔وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ۔ حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

تو اس پر سے سارا اثر جاتا رہا اور دوبارہ آسیب اس کی طرف نہیں آیا۔

سورۃ فاتحہ سے جملہ امراض کا علاج

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت عرب کے کسی قبیلہ میں جا کر ٹھہری تو قبیلہ والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا۔ اسی اثنا میں ان کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، تو اس قبیلہ کے لوگوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی علاج جاننے والا ہے تو صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا: ہم بلا اجرت دم جھاڑ نہیں کرتے، تو اہل قبیلہ نے انھیں کچھ بکریاں دے دیں چنانچہ وہ آئے اور سردار کو سورۃ فاتحہ کا دم کر کے اس پر لعاب ڈالا تو وہ ایسے ہو گیا جیسے رسی سے جکڑا ہوا آزاد ہو گیا ہو۔ بعد ازاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باہم طے کیا: خدا کی قسم! ہم ان بکریوں میں سے اس وقت تک کچھ نہ کھائیں گے جب تک اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ پوچھ لیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ جھاڑنے والی ہے کھاؤ اس میں سے اور میرا حصہ بھی نکالو۔[1]

رزق میں برکت کا قرآنی نسخہ

اہل مکہ میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے تنگ دستی نے گھیر لیا تو میں نے ایک نیک بزرگ سے اس کی شکایت کی انہوں نے فرمایا: ایک کاغذ پر لکھو اور اس کو اپنے بازو پر باندھ لو

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا[2]

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ[3]

کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تنگدستی کو دور کر دیا اور مجھ پر رزق کے دروازے کھول دیے۔

اس کے علاوہ بہت سے قرآن مجید کے خصائص ہیں جن کا ذکر کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔

---

1. بخاری:2276، مسلم:2201

2. سورۂ فتح، آیت نمبر 01.

3. سورۂ انفال، آیت نمبر 19.

قرآن ایک اعجازی کتاب

تحریر از: احمد رضا جمیل احمد

قرآن کریم اللہ عزوجل کی وہ مقدس کتاب ہے جس کی خدمت باعثِ خیر وبرکت اور ذریعۂ بخشش ونجات ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے عصر حاضر تک علماء ومشائخ کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے اصحاب بصیرت نے حصول برکت کی خاطر اس کی کسی نہ کسی صورت خدمت کی کوشش کی ہے۔اور اس کی تعریف اس شان سے بیان کی کہ ہر مسلمان کا دل اس کی تلاوت کی جانب مائل ہوتا ہے۔

یوں تو قرآن پاک کی ہر ایک آیت اپنے اندر ہزاروں علوم وفنون کے موتی سمیٹے ہوئے نظر آتی ہے، بندہ جتنا تفکر وتدبر سے اسے پڑھے اتنا ہی علم کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا چلا جاتا ہے۔

انہی اوصاف وکمالاتِ قرآنیہ میں سے اسکا معجز ہونا بھی ہے۔

دلائلِ اعجاز

قرآن کریم کی ہر ہی آیت بے مثل وبے مثال ہے جس کی مثل کوئی نہیں لاسکتا صرف چند ایک مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

معجزۂ علوم قرآن

قرآن مجید علوم کا خزانہ ہے، جسکو خارقِ عادت (عادت کے خلاف) ہونے کی وجہ سے علمی اعجاز کہنا چاہئے۔

ان علوم قرآنیہ کو چار عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے۔

1) جس میں خدا کی توحید اور اسکی صفات کا علم، ابتدا کائنات سے قیامت کے قائم ہونے کا علم اور عبادات کا علم شامل ہے۔

2) جن میں سیاست کا علم، علمِ قانون، علمِ تمدن، علمِ ہندسہ اور علمِ مناظرہ شامل ہیں۔

3) جن میں کیمیائی علم، علمِ طبیعیات، علمِ نباتات، علم الجبال، علم الحیوان اور علمِ طب شامل ہیں۔

4) جس میں علمِ صرف ونحو اور علمِ معانی وبیان داخل ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [1]

ترجمہ: اور کوئی تر چیز نہیں اور نہ ہی خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 59.

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ[1]

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

معجزۂ تاثیرِ قرآن

قرآن مجید اثر ڈالنے اور یقین دلانے کی طاقت میں بے نظیر ہے، اسکے الفاظ میں ایک معجزانہ تاثیر ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِیْهِ مُزْدَجَرٌ () حِکْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ()[2]

ترجمہ: اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آچکیں جن میں کافی ڈانٹ ڈپٹ تھی۔(یہ قرآن) انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت ہے تو(ایسوں کو) ڈرانے والے امور فائدہ نہیں دیتے۔

اور اُس وقت تاثیر کے ڈر سے مخالفین لوگوں کو قرآن مجید سننے سے روکتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ "جب کوئی مسلمان قرآن پڑھ کر سنائے تو شور وغل کیا کرو"۔

جسے قرآن نے یوں بیان کیا کہ:

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ[3]

ترجمہ: اور کافروں نے کہا اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں فضول شور وغل مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ۔

کیونکہ جب یہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے قرآن سنتے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر جاتے اور مسلمان ہو جاتے تھے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ[4]

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ انکے دل اللہ کی یاد میں جھک جائیں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرماتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اتنا روتے کہ بے حال ہو جاتے۔[5]

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 38.
2. سورۂ قمر، آیت نمبر 4 تا 5.
3. سورۂ حٰم السجدہ، آیت نمبر 26.
4. سورۂ حدید، آیت نمبر 57.
5. ابنِ عساکر 31/127.

اللہ اکبر!! یہی وہ آیتِ مبارکہ ہے جسے سن کر بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے تائب ہوئے اور ولایت کے عظیم منازل پر فائز ہوئے، جن میں حضرت فضیل بن عیاض اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہما جیسی بلند پایہ ہستیاں شامل ہیں۔

غیبی اخبار میں اعجاز

قرآن مجید غیب کی خبروں سے بھرا پڑا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب ایسی ہستی کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو علیم و خبیر ہے۔ بعض خبریں ماضی سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض خبریں زمانہ مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔

1) قرآن کریم نے انجیل میں تحریف و تغیر کا دعوی کیا کہ جس وقت دنیا اس حقیقت سے نا آشنا تھی اور آج دنیا کے تمام محققین نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: تو اے مسلمانو! کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ یہ تمہاری وجہ سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ وہ تھا کہ وہ اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتے تھے۔

2) قرآن میں فرعون کی لاش کے متعلق خبر دی کہ وہ موجود ہے یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب کسی کے ذہن میں بھی نہیں تھا اس کی لاش محفوظ ہو گی۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ[2]

ترجمہ: آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے اور بیشک لوگ ہماری نشانیوں سے ضرور غافل ہیں۔

جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لاش آج تک محفوظ ہے جس پر سمندری نمک کی تہہ جمی ہوئی ہے جو اسے بوسیدہ ہونے اور گلنے سڑنے سے بچانے کا ایک سبب بن گئی ہے۔ اور یہ لاش قاہرہ (مصر) کے عجائب خانے میں آج تک محفوظ ہے۔

معجزائے قوت دلیل

قرآن مجید کا ایک نام بھی "بینة" ہے جس کے معنی ہی واضح اور کھلی دلیل کے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 75.

2. سورۂ یونس، آیت نمبر 92.

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ [1]

ترجمہ: تو تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل آگئی ہے۔

کیوں کہ قرآن کریم نے اپنے ہر دعوے کو دلائل قاطعہ کے ساتھ منوایا ہے۔

دعویٰ تکمیل

سماوی کتب میں قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے مکمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [2]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

اغلاط سے پاک قرآن مجید

عموماً ہر کتاب میں غلطی و خطا کا کچھ نہ کچھ احتمال ہوتا ہے لیکن یہ قرآن ایسی تمام کمزور باتوں سے پاک وصاف ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ [3]

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

بلندی درجات کا سبب

جو بلند مقام و مرتبہ قرآن مجید نے انسان کو دیا کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ [4]

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

قرآن ایک عالمگیر کتاب

متعدد مقامات پر قرآن کریم نے لوگوں کو "یاایھاالناس" کہہ کر مخاطب کیا ہے یہ کسی خاص قوم یا نسل کے لوگوں سے خطاب نہ تھا اس کے برعکس کسی آسمانی کتاب نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، کیونکہ کتب سابقہ کسی نہ کسی خاص قوم کی رہنمائی کے لیے تھیں۔ جب قرآن نازل ہوا تو اس نے عالمگیر ہونے کا دعوی کیا۔

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 157.
2. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 03.
3. سورۂ بقرہ آیت نمبر 02.
4. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 70.

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ[1]

ترجمہ: یہ تو سارے جہان کیلئے صرف نصیحت ہے۔

حفاظت میں اعجاز

قرآن کریم کے نازل ہونے سے لے کر جمع ہونے تک اور جمع ہونے کے بعد آج چودہ سو سال بعد بھی ہمارے پاس اس کا موجود ہونا بغیر کسی ترمیم و تحریف کے بہت بڑا معجزہ ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ[2]

ترجمہ: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور یہ انداز دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ تورات و انجیل بھی تحریف و ترمیم سے نہ بچ سکیں۔

خلاصہ کلام

قرآن کریم کے جس بھی پہلو کی طرف نظر کریں، وہ اپنے اندر بے انتہا وسعت اور گہرائی رکھے ہوئے ہے۔ معجزاتِ قرآن کی زندہ مثال یہ ہے کہ اس کتاب نے اپنے نزول کے وقت جو جو پیشن گوئیاں کی تھیں آج سو فیصد سچ ثابت ہو چکی ہیں، چودہ سو سال پہلے نازل ہونے والی کتاب کا یہ وہ معجزہ ہے جس نے پوری بشریت کو اپنے سامنے عاجز کر کے رکھ دیا ہے۔

---

1. سورۂ یوسف، آیت نمبر 104.

2. سورۂ حجر، آیت نمبر 09.

قرآن کی سورتوں کے فضائل

تحریر از: عاقب عطاری

قرآن کریم کے ہر ہر حرف کے بے شمار فضائل وبرکات ہیں اس کی تلاوت کرنے سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے، بزرگان دین کا یہ معمول تھا کہ دن اور رات میں پورے قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے اس کو پڑھنے دیکھنے چھونے اور سننے سے ثواب حاصل ہوتا ہے یہاں میں قرآن کریم کی چند سورتوں کے فضائل ذکر کر رہا ہوں۔

سورہ کہف کے فضائل

01) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا ان کے گھر میں ایک جانور بندہ ہوا تھا اچانک وہ جانور بدکنے لگا اس شخص نے دیکھا کہ ایک بادل نے اس کو ڈھانپا ہوا ہے اس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں تلاوت کیا کرو یہ سکینہ ہے جو تلاوت قرآن کرتے وقت نازل ہوتا ہے۔[1]

02) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورہ کہف کی اول اور آخر سے تلاوت کرے گا اس کے سر تا پا نور ہی نور ہو گا اور جو اس کی مکمل تلاوت کرے گا اس کے لئے آسمان اور زمین کے درمیان نور ہو گا۔[2]

03) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورہ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرے گا دجال سے محفوظ رہے گا اور ایک روایت میں آخری دس آیات کا ذکر ہے۔[3]

سورہ یاسین شریف کے فضائل

01) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری خواہش ہے کہ سورہ یاسین میری امت کے ہر انسان کے دل میں ہو۔[4]

02) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات سورہ یاسین کی تلاوت کرتا رہا پھر مر گیا تو وہ شہید مرے گا۔[5]

---

1. مسلم صفحہ 311 حدیث 1857.
2. مسند امام احمد 5/311 حدیث 15626.
3. مسلم صفحہ 315 حدیث 1883.
4. تفسیر در منثور 7/38.
5. تفسیر در منثور 7/38.

03) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے شب جمعہ سورہ یاسین کی تلاوت کی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔[1]

سورہ دخان کے فضائل

01) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات میں سورہ دخان پڑھے گا تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔[2]

02) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے شب جمعہ سورہ دخان پڑھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔[3]

03) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن یارات میں سورہ دخان پڑھے گا اللہ پاک جنت میں اس کے لیے ایک گھر بنائے گا۔[4]

بھائیو! اگر آپ ان فضیلتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضرور قرآن کریم کی تلاوت کیجئے ان شآء اللہ اس کی برکت سے آپ اپنے گھر میں رونق پائیں گے اور اللہ نے چاہا تو آپ کے دل کو سکون حاصل ہو گا روزانہ کم از کم کچھ نہ کچھ تلاوت قرآن ضرور کیجیے اللہ کریم ہمیں تلاوت قرآن پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔ آمین

---

1. الترغیب والترہیب 1 / حدیث 4.
2. ترمذی 4 / 406 حدیث 2897.
3. ترمذی 4 / 407 حدیث نمبر 2898.
4. معجم کبیر 8 / 264 حدیث 8026.

قرآن اور عظمت انسان

تحریر از: کاشان عطاری

خالق کائنات نے کم و بیش اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات کو پیدا فرمایا، جن میں سے نوع انسان کو منفرد عظمت عطا فرما کر اپنی خلافت کے منصب عالیہ پر سرفراز فرمایا۔ انسانی عظمت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان میں سے چند ایک کا ذکر ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کیلئے پیدا فرمائی

زمین کے شکم میں پنہاں بے پایاں اور بیش قیمت خزینے لہلہاتے ہوئے کھیت، رسیلے اور رنگیلے پھلوں سے لدے ہوئے درخت، سرسبز باغات اونچے پہاڑ، گہرے دریا، رنگ برنگ پرندے، گوناگوں چوپائے، چاند، سورج، ستارے یہ سب کچھ اللہ تعالی نے انسان کی خدمت گزاری کے لئے تخلیق فرمایا ہے اور انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے وقف کیا۔

وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔[1]

خلافت الٰہیہ کیلئے انسان کا انتخاب

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ ہی اللہ پاک کے خلیفہ اعظم ہیں اور اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو حضرت آدم کی تخلیق ہی نہ ہوتی بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کو اس ارادہ عالیہ سے آگاہ کیا کہ دنیا میں میں اپنا ایک خلیفہ بھیجنے والا ہوں۔ خلیفہ کسی ملک میں حاکم اعلیٰ کی رائے کے مطابق عمل کرانے والے کو کہتے ہیں اللہ کا خلیفہ اس قدر عظیم منصب ہے کہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک انسان کی خلافت کا عمل ہے۔

ترجمہ: اور جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں مقرر کرنے والا ہوں۔[2]

تو انسان کو اللہ نے زمین میں اپنا نائب بنایا یہ ہم نے اوپر جانا تو انسانوں کو بھی چاہئے کہ جسے اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا کہ انسان خدا کے سامنے اپنا سر جھکائے اور اپنے آپ کو پورا راہ خدا میں وقف کر دے اور قرآن اللہ کی کتاب ہے ہمیں اس کی بے حرمتی سے بچنا چاہئے کہ جس قرآن نے انسان کو آگ سے بچایا اور اللہ ہمیں اپنا سچا اور باعمل نائب بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 29.
2. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 30.

شانِ قرآن

تحریر از: عبد الرزاق عطاری

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌۙ(۲۱)فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۠(۲۲)[1]

ترجمہ: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوحِ محفوظ میں۔

ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے بارے میں کفار کا جو گمان ہے کہ یہ شعر اور کہانت ہے، ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ وہ تو بہت بزرگی والا قرآن ہے اور اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں سے بڑا ہے اور وہ لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔[2]

قرآنِ کریم کی عظمت و شان

یاد رہے کہ قرآنِ پاک خود ایسا عظمت والا ہے کہ جس پر غسل فرض ہو اُسے پاک ہوئے بغیر قرآنِ پاک کو پڑھنا حرام ہے، وضو کے بغیر اسے چھونا منع ہے، اس کی طرف پیٹھ اور جوتے کرنا منع ہے اور قرآنِ پاک دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کو لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل ہے، جس مہینے میں آیا وہ مہینہ سب مہینوں سے افضل ہے، جس رات میں نازل ہوا وہ رات سب راتوں سے افضل ہے، جس جگہ آیا وہ جگہ سب جگہوں سے افضل ہے، جس زبان میں آیا وہ زبان تمام زبانوں سے افضل ہے اور جس محترم نبی پر نازل ہوا وہ نبی تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کے سردار ہیں۔

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ[3]

ترجمہ: عربی زبان کا قرآن جس میں اصلاً کجی نہیں کہ کہیں وہ ڈریں۔

یعنی اس قرآن کی زبان عربی ہے اور یہ ایسا فصیح ہے کہ جس نے فصاحت و بلاغت کے ماہر ترین افراد کو بھی اپنی مثل بنالانے سے عاجز کر دیا اور یہ آیات کے باہمی ٹکراؤ اور اختلاف سے پاک ہے اور اس لئے نازل ہوا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور کفر و تکذیب سے باز آئیں۔[4]

قرآنِ پاک کی یہی شان بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لَّىٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا[5]

---

1. سورۂ بروج، آیت نمبر 21 تا 22.
2. خازن، البروج، تحت الآیۃ: 21-22، 4/368، ابو سعود، البروج، تحت الآیۃ: 21-22، 5/586-587، ملتقطاً.
3. سورۂ زمر، آیت نمبر 28.
4. خازن، الزمر، تحت الآیۃ: 28، 4/54.
5. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 88.

ترجمہ: تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

اور فرماتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا[1]

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ[2]

ترجمہ: ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مُفَصَّل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کے لیے۔

اس آیت میں قرآنِ کریم کے پانچ اَوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

(1)... یہ کلام ایک کتاب ہے۔ کتاب اسے کہتے ہیں جو کئی مضامین کی جامع ہو اور قرآنِ کریم چونکہ اَوّلین و آخرین کے علوم کا جامع ہے اس لئے اسے کتاب فرمایا گیا۔

(2)... اس کلام کی آیتیں تفصیل سے بیان کی گئیں ہیں۔ یعنی قرآنِ پاک کی آیتیں مختلف اَقسام کی ہیں جن میں احکام، مثالوں، وعظ و نصیحت ،وعدہ اور وعید وغیرہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(3)... یہ کلام قرآن ہے۔ یہ ایسا کلام ہے جسے دنیا میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے اور اس کی آیتیں باہم مربوط اور ملی ہوئی ہیں، نیز یہ بندوں کو خدا سے ملا دیتا ہے۔

(4)... اس کلام کی زبان عربی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی زبان بہت فضیلت اور اہمیت کی حامل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کا ترجمہ قرآن نہیں لہٰذا نماز میں صرف ترجمہ پڑھ لینے سے نماز نہ ہو گی۔

(5)... قرآنِ مجید کا عربی میں ہونا ان لوگوں کے لئے ہے جن کی زبان عربی ہے تاکہ وہ اس کے معانی کو سمجھ سکیں۔ ایک تفسیر کے اعتبار سے اس آیت میں قرآنِ مجید کی پانچویں صفت یہ ہے کہ اس کی آیتیں عرب والوں کے لئے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ اہلِ عرب کا بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ وہ ہم زبان ہونے کی وجہ سے اس کے معانی کو کسی واسطے کے بغیر سمجھ سکتے ہیں جبکہ دیگر زبانوں سے تعلق رکھنے والوں کو قرآنِ کریم کے معانی سمجھنے کے لئے واسطے کی حاجت ہے۔[3]

---

1. سورۂ نساء، آیت نمبر 82.

2. سورۂ حم السجدہ، آیت نمبر 03.

3. تفسیر کبیر، فصلت، تحت الآیۃ: ۳، ۹ / ۵۳۸، جلالین مع صاوی، فصلت، تحت الآیۃ: ۳، ۵ / ۱۸۳۹، روح البیان، حم السجدۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۸ / ۲۲۶، ملتقطاً.

فضائل قرآن وحفاظت قرآن

تحریر از: محمد حسنین رضا عطاری

قرآن پاک وہ بلند رتبہ کتاب ہے جو کلام الہی ہے اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتا ہے پارہ 1 سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ [1]

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن میں) کوئی شک کی گنجائش نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کے لئے وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سی ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [2]

ترجمہ: اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

حدیث شریف میں ہے: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے "تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

تعریف قرآن

"قرآن مجید اللہ رب العالمین کا وہ معجزانہ کلام ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کہ واسطے سے نازل ہوا جو مصاحف میں مکتوب ہے اور تواتر کے ساتھ ہمارے پاس چلا آرہا ہے"۔

معلومات قرآن

قرآن کریم میں کل 114 سورتیں ہیں اور 30 پارے ہیں اور 540 رکوع ہیں قرآن کریم میں احناف کے نزدیک 14 سجدے ہیں قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت سورۂ البقرۃ ہے اور سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہے قرآن مجید کے اور کئی نام ہیں (الھدی)(النور)(الرحمۃ)(الحق) قرآن پاک اللہ پاک کی آخری آسمانی کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی، قرآن پاک کا منکر کافر ہے۔

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 2 تا 4.
2. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82.

حفاظت قرآن

ارشاد باری ہے:اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ[1]

ترجمہ: ہم نے ذکر (قرآن پاک) نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس مقدس آیت سے واضح ہے کے قرآن کریم کی حفاظت خود خدا فرما رہا ہے اور جس چیز کی حفاظت وہ قادر مطلق کر رہا ہو اس میں کسی ترمیم اور تحریف کے بارے میں سوچنا بھی گناہ عظیم ہے۔ قران کریم کی چودہ سو سالہ کی تاریخ یہ اعلان کر رہی ہے کے نزول سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ کلام کی کوئی سورت کوئی آیت کوئی لفظ کوئی حروف، حرکات وسکنات حتیٰ کہ ایک شوشہ تک بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا ہے اور نہ کوئی اضافہ ہوا ہے۔ عربوں کے حافظ بھی کیا حافظ تھے جب بھی قرآن کریم کی آیات مقدسہ کا نزول ہوتا تو وہ رسول اکرم صلی علیہ وسلم کی رہنمائی میں اسے حفظ کر لیتے اور کسی چیز کو حقیقی سورت پر قائم رکھنے کا بہترین طریقہ حفظ ہے۔ قرآن کریم کے معجزات میں یہ بات شامل ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حفاظ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ دور رسالت میں یہ تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ مسلمان اور حافظ کا مفہوم ایک ہی سمجھا جانے لگا تھا حفظ کے میدان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات بھی شامل تھیں ایسے حالات میں قرآن کریم میں تحریف کا تصور بھی نہیں لایا جاسکتا۔

یہ ہے فیصلہ اہل ایمان کا
نہیں دخل کچھ اس میں انسان کا
حقیقی ہے یہ نسخہ فرقان کا
خدا خود محافظ ہے قرآن کا

---

1. سورۂ حجر، آیت نمبر 14.

عظمتِ قرآن

تحریراز: محمد اسماعیل عطاری

قرآن کریم اللہ پاک کی وہ نعمتِ عظمٰی ہے جو اس نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی تاکہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لایا جائے۔ قرآن پاک ایک طاقتور دستور اور آئین ہے کہ اس کے اتباع میں ہر دور میں ہر قسم کے حالات میں عروج اور غلبہ ہے۔

قرآن کتابِ شریعت ہے، کتابِ حکمت ہے، یہ دعوت کی کتاب ہے مرشدِ حقیقی ہے، عبادت کے طریقے سکھاتی ہے۔

ہر مسلمان پر قرآن مجید کے چھ حقوق ہیں

پہلا حق

ایمان یعنی اس پر ایمان لائے۔

اللہ پاک نے فرمایا: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ [1]

ترجمہ: رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور مسلمان بھی۔

دوسرا حق

تعلیم یعنی اسے پڑھے۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ [2]

ترجمہ: اس کتاب کی تلاوت کرو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔

تیسرا حق

تفہیم یعنی اسے سمجھے، اس پر غور کرے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ [3]

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 285.
2. سورۂ عنکبوت، آیت نمبر 45.
3. سورۂ نسآء، آیت نمبر 82.

چوتھا حق

تعمیل یعنی اس پر عمل کرے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا[1]

ترجمہ: اور سب کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجات ہیں۔

پانچواں حق

تبلیغ یعنی قرآن مجید کو دوسروں تک پہنچائے۔

قرآن پاک کو ماننے، پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے علاوہ اس کا یہ حق بھی ہے کہ ہر مسلمان حسبِ صلاحیت اسے دوسروں تک پُہنچائے۔

اللہ پاک نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ[2]

ترجمہ: اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرمادیں۔

چھٹا حق

تنفیذ یعنی اسے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کرے۔

اللہ پاک فرماتا ہے: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ[3]

ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ اور رسول کی، فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کے دین کے سلسلے میں جو اور جتنی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی وہی ذمہ داری اب قیامت تک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ہے۔ جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف قولاً دین اسلام کی پوری تعلیمات کو ٹھیک ٹھیک امت تک پہنچا دیا بلکہ عملاً دکھا دیا کے اسلام کے عقائد یہ ہیں، اخلاق، اطوار، تہذیب اور تمدن یہ ہیں، اس کی معاشرت، معیشت، سیاست اور عدالت کے طریقے یہ ہیں۔ اس میں دوستی اور دشمنی کے حدود یہ ہیں۔ اس کا نظام مملکت یہ ہے اور اس کے تحت صلح وجنگ اور بین الاقوامی روابط وتعلقات کی صورتیں یہ ہیں، اسی طرح سے امت کو بھی ثابت کرنا ہوگا کہ اس نے بھی اپنے اپنے وقت میں اپنی ہم عصر دنیا کے روبرو ان سب چیزوں کا عملی نمونہ پیش کر دیا تھا اس کے بغیر آخرت میں چھٹکارا پانا مشکل ہوگا۔

وَالْعَصْرِ ﴿﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ[4]

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 132.
2. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 67.
3. سورۂ آل عمران، آیت نمبر 32.
4. سورۂ عصر، آیت نمبر 1 تا 3.

ترجمہ: زمانے کی قسم! بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

قرآن مجید کا یہ اعلان ہے کہ آسمان کے نیچے انسان کے لیے ہر کام میں بڑی بڑی ناکامیاں ہیں، بڑے بڑے نقصان ہے بڑے بڑے غم ہیں لیکن دنیا کی اس نامرادی سے کون انسان، کون جماعت ہے کہ جو بچ سکتی ہے اور ناکامیابی کی جگہ کامیابی پا سکتی ہے، ناامیدی کی جگہ امید اس کے دل میں بس سکتی ہے، وہ انسان ہے جو دنیا میں ان چار شرطوں، کو قولاً و عملاً اپنے اندر پیدا کرلے جب تک یہ پیدا نہ ہوں گی اس وقت تک دنیا میں نہ کوئی قوم کامیاب ہو سکتی ہے نہ کوئی ملک، یہ تو ہر وقت غم میں ڈوبے رہیں گے اور آخرت میں بھی یہ سب خسارے میں ہوں گے۔ تم کامیاب ہی تب ہو گے جب تمہارے دلوں میں وہ چیز بس جائے جس کا نام قرآن مجید ہے اور جو قرآن کے سائے میں زندگی بسر کرتے ہیں تو پھر ان کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم۔

اللہ پاک فرماتا ہے: قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[1]

ترجمہ: ہم نے فرمایا: تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ پاک ہمیں تعلیماتِ قرآن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 38.

علوم ومعارف کانہ ختم ہونے والا خزانہ

تحریراز: ابو احمد یوسف زعفران

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ جلیل القدر اور عظیم الشان کتاب ہے، جس میں ایک طرف حلال و حرام کے احکام، عبرتوں اور نصیحتوں کے اقوال، انبیائے کرام اور گزشتہ امتوں کے واقعات و احوال، جنت و دوزخ کے حالات مذکور ہیں اور دوسری طرف اس کے باطن کی گہرائیوں میں علوم ومعارف کے خزانوں کے بے شمار ایسے سمندر موجیں مار رہے ہیں جو قیامت تک کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی اس عظیم الشان جامعیت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا یَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَآءُ وَلَا یَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ [1]

قرآنی مضامین کا احاطہ کرکے کبھی علماء آسودہ نہیں ہوں گے اور بار بار پڑھنے سے قرآن پرانا نہیں ہوگا اور قرآن کے عجیب و غریب مضامین کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

حضرت سیدنا علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللہ تَعَالٰی اِطَّلَعَنِی عَلٰی مَعَانِیْ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ فَظَهَرَلِیْ مِنْهَا مِائَةَ اَلْفِ عِلْمٍ وَّاَرْبَعُوْنَ اَلْفِ عِلْمٍ وَتِسْعِمَائَةٍ وَّ تِسْعُوْنَ عِلْمًا [2]

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ فاتحہ کے معانی پر آگاہ فرمایا تو ان میں سے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو ننانوے علوم مجھ پر منکشف ہوئے۔

اسی طرح امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میزان میں تحریر فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَخْرَجَ اَخِیْ اَفْضَلُ الدِّیْنِ مِنْ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ مَائَتَیْ اَلْفِ عِلْمٍ وَّ سَبْعَةً وَّاَرْبَعِیْنَ اَلْفِ عِلْمٍ وَّ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَّ تِسْعُوْنَ عِلْمًا [3]

میرے بھائی افضل الدین نے سورۃ فاتحہ سے دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ننانوے علوم نکالے ہیں۔

ان روایتوں سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید اگرچہ ظاہر میں تیس پاروں کا مجموعہ ہے لیکن اس کا باطن کروڑوں بلکہ اربوں علوم و معارف کا ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا کسی عارف باللہ کا مشہور شعر ہے کہ!

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ

تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

یعنی تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر و کوتاہ ہیں۔

---

1. مشکوۃ شریف، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی، ص۱۸۶.
2. الدولۃ المکیۃ، النظر الخامس فی دلائل المدعی من الاحادیث والاقوال والایات، ص۷۹.
3. ایضاً.

الحاصل قرآن مجید میں صرف علوم و معارف ہی کا بیان نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں پوری کائنات اور سارے عالم کی ہر ہر چیز کا واضح اور روشن تفصیلی بیان ہے یعنی آسمان کے ایک ایک تارے، سمندر کے ایک ایک قطرے، سبزہ ہائے زمین کے ایک ایک تنکے، ریگستان کے ایک ایک ذرے، درختوں کے ایک ایک پتے، عرش و کرسی کے ایک ایک گوشے، عالم کائنات کے ایک ایک کونے، ماضی کا ہر ہر واقعہ، حال کا ہر ہر معاملہ، مستقبل کا ہر ہر حادثہ قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [1]

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

لیکن واضح رہے کہ قرآن کی یہ اعجازی شان ہمارے تمہارے اور عام لوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ قرآن کی اس اعجازی شان کا کامل ظہور تو صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور صرف آپ ہی کا یہ معجزہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کے تمام مضامین و معانی کو تفصیلی طور پر جان لیا اور پورا قرآن نازل ہو جانے کے بعد کائنات عالم کی کوئی شے، ماضی و حال اور مستقبل کا کوئی واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ نہیں رہا اور آپ نے ہر غیب و شہادت کو تفصیلی طور پر جان لیا کیونکہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [2]

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں بعض اولیاء کرام اور علماء عظام کو بھی بقدر ظرف ان کے باطنی علوم و معارف سے حصہ ملا ہے جن میں سے کچھ کتابوں کے لاکھوں صفحات پر ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں اور کچھ سینوں کے صندوق اور دلوں کی تجوریوں میں اب تک مقفل ہی رہ گئے ہیں جو آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک صفحات قرطاس پر جلوہ ریز ہوتے رہیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس غیبی خبر وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ کا وقتاً فوقتاً ظہور ہوتا رہے گا اور امت مسلمہ ان کے فیوض و برکات سے مستفیض و مالا مال ہوتی ہی رہے گی۔ ہم سے پہلے بہت سے علماء کرام نے مضامینِ قرآن پر ہزاروں کتابیں اور لاکھوں صفحات تحریر فرمائے ہیں، قرآن مجید کے علوم و معارف کے سامنے ان سب تحریروں کو وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو ایک قطرہ کو دنیا بھر کے سمندروں سے اور ایک ذرہ کو تمام روئے زمین سے حاصل ہو، کیونکہ قرآن مجید تو علوم و معارف کا وہ خزانہ ہے جو کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا بلکہ قیامت تک علماء کرام اس بحر ناپیدا کنار سے ہمیشہ عجیب و غریب مضامین کے موتی نکالتے ہی رہیں گے اور ہزاروں لاکھوں کتابوں کے دفتر تیار ہوتے ہی رہیں گے۔

میں اگرچہ اس پر بہت خوش ہوں کہ قرآن کریم کے موضوع پر چند سطر لکھ کر میں ان علماء کرام کی جوتیوں کی صف میں جگہ پا گیا جنہوں نے اپنے نوکِ قلم سے قرآنی آیات کے ایسے ایسے در شہوار اور گوہر آبدار صفحات قرطاس پر بکھیر دیئے جن کی چمک دمک سے مومنین کے

---

1. سورۂ انعام، آیت نمبر 38.

2. سورۂ نحل، آیت نمبر 89.

ایمان و عرفان میں ایسی تابانی و تابندگی پیدا ہو گئی جو قیامت تک روشن رہے گی مگر میں انتہائی متاسف اور شرمندہ ہوں کہ اپنی علمی کوتاہی اور کم فہمی کے باعث کچھ زیادہ نہ لکھ سکا اور نہ کوئی ایسی نادر بات لکھ سکا جو اہل علم کے لئے باعثِ کشش و قابل مسرت ہو۔

بہرحال دعاگو ہوں کہ خداوند کریم بطفیل نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اس کو مقبولیت دارین کی کرامتوں سے سرفراز فرمائے۔(آمین)

وَصَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی خَیرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

ہمارے مسائل اور ان کا قرآنی حال

تحریر از: محمد نعمان مطلوب

اس دنیا میں کون ہے جو اپنے آپ کو پر سکون محسوس کرے اور اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہو یقینا ایسا کوئی نہیں ہر فرد و بشر کسی نہ کسی پریشانی میں ضرور مبتلا ہے مرد ہو یا عورت سب ہی پریشان دکھائی دیتے ہیں والدین اپنی اولاد کے لیے فکر مند اور اولاد اپنے بہترین مستقبل کے لیے فکر مند نظر آتی ہے غریب اپنی غربت پر نالاں اور امیر اپنی دولت کی حفاظت کے لیے پریشان کچھ پریشانیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا حل انسان اپنے رب کریم کی عطا کردہ صلاحتیوں کے ذریعے نکال لیتا ہے لیکن بعض پریشانیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا ایسی پریشانیوں کے حل میں رہنمائی اور دستگیری کے لیے ہی اللہ کریم نے ہر معاشرے اور قوم میں اپنے برگزیدہ اور تربیت یافتہ افراد یعنی انبیا کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اسی سلسلہ میں امت محمدیہ کے لیے خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنمائے کامل بنا کر بھیجا اور انہیں اپنی مقدس کتاب قرآن کریم عطا فرمائی جس میں ہماری پریشانیوں کی نشاندہی بھی کی گئی اور پھر ان کا حل بھی ارشاد فرمایا اور یہ یقین بھی دلایا کہ جو بندہ ان فرامین پر عمل پیرا ہو گا وہ ان پریشانیوں پر قابو پا کر اپنی زندگی کو پر سکون بنا لے گا۔

لاینحل پریشانیاں

اللہ کریم نے اپنی مقدس کتاب میں دو ایسی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے جو انسانی پریشانیوں کا منبع ہیں اور تقریبا ہر فرد ہر معاشرہ ہر قوم اور ہر ملک ان کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور وہ یہ ہیں۔

کثرت مال، کثرت اولاد

ارشاد ربانی ہے: بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔[1]

حدیث مقدسہ: عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آنے والی ہے جو دنیا کی خوش رنگ نعمتیں کھائینگے خوش قدم گھوڑوں پر سواری کرینگے حسین عورتوں سے نکاح کرینگے بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے ان کے دل کثرت دولت پر بھی قناعت نہیں کرینگے دنیا کو اپنا معبود بنا کر صبح شام اس کی پرتش کرینگے اور اس میں ہمہ تن مصروف رہیں گے۔

حدیث مقدسہ: یہ دنیا مردار ہے اور اس کا طلب کرنے والا کتا ہے۔

حدیث مقدسہ: اگر یہ دنیا میرے رب کے نزدیک مچھر کے ایک پر جتنی بھی قدر رکھتی ہوتی تو میرا رب کافروں کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتا۔

---

1. سورۃ انفال، آیت نمبر 28.

قرآنی حل

مہلک بیماریوں کا قرانی حل پیش کیا جاتا ہے جسے اپنا کر ہم اپنے اپ کو ان سے بچاسکتے ہیں قرآن مقدس کی ایک آیت مبار کہ انسانی رہنمائی اور ابن آدم کی ہمہ جہت مشکلات کا حل پیش کرتی ہے بطور خاص جن امور کی تاکید و تنبیہ اس ضمن میں کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

شکر الہی

کوئی انسان یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ میں اللہ کریم کی نعمتوں سے محروم ہوں ہر انسان اس اللہ کریم کی بے انداز نعمتوں سے مالامال ہے ان تمام نعمتوں کی عطا پر اللہ کریم نے انسانوں کو صرف اپنا شکر ادا کرنے کا پابند کیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ شکر کرنے والے پر اپنی نعمتوں کی عطاوافر مقدار میں کرونگا اور اپنے انعامات میں اضافہ کروں گا اور میری تمام نعمتوں سے فیضاب ہونے کے باوجود جو میرا شکر ادا نہ کریگا اسے دردناک عذاب دونگا آج ہمیں ایسے کڑروں انسان ملیں گے جو اللہ کریم کی عطا کردہ بے انداز نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں مگر اس کے حضور شکر کا ایک کلمہ بھی ان کے لبوں پر نہیں آتا۔

توبہ

اسلام میں توبہ کی اصطلاح اسی صورت حال کے لیے استعمال کی گئی ہے کہ جب کوئی اپنے گزشتہ گناہوں پر نادم ہوا اور آئندہ کے لیے اللہ کریم کی مقدس بارگاہ میں گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اللہ کریم کو گناہگار کی توبہ بہت پسند ہے چاہے اس کا دامن کتنے ہی قسم کے گناہ میں ملوث ہو جب وہ صدق دل سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ کریم اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے بلکہ اللہ کریم کی رحمت اس آدمی کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے جب انسان اللہ کریم کی آغوش میں آجاتا ہے تو کسی قسم کی آزمائش اور پریشانی کا تصور نہیں کر سکتا تو توبہ کا عمل بھی انسانی پریشانیوں کا حل ہے حدیث مبارکہ میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

ذکر الہی

جو دل اللہ کریم کے ذکر سے محروم ہو جائے وہ اس سوکھے تالاب کی طرح ہے جس کا پانی خشک ہو گیا اور اس کے پاٹ میں ہر قسم کے موذی جانوروں مہلک کیڑے مکوڑوں نے آکر ڈیرے لگالئے لیکن پھر جب اللہ کریم کی رحمت سے یہ تالاب بھر گیا تو ہر چیز غائب ہو گئی ذکر الہی پانی کی مثل ہے اور دل تالاب کی مثل ہے اللہ کریم کا ذکر انسان کے دل کی آبادی ہے جو ذکر سے محروم ہو گیا وہ پریشان حال ہو گیا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مسلمانوں کے لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم صادر ہوا ہے اور اس حکم کے تناظر میں امت محمدیہ کو عظیم قرار دیا گیا کیونکہ یہ منصب صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مخصوص تھا جو کہ انبیا کا سلسلہ منقطع ہو جانے پر امت محمدیہ کو تقویض کیا گیا ہے اس پر عمل پیرا عبادت کی احسن صورت ہے اور عمل کو اسلامی اصطلاح میں تبلیغ کہا جاتا ہے اس عمل کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک عام مسجد میں عبادت کا ثواب 27 گنا جامع مسجد میں 500 گنا بیت المقدس میں مسجد نبوی شریف

میں 5 ہزار گنا خانہ کعبہ میں ایک لاکھ اور تبلیغ میں کی جانے والی نماز کا 7 لاکھ گنا ثواب مرحمت ہوتا ہے صاف ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم عمل پر اللہ کی رحمت انسان کو آغوش میں لیتی ہے اور اس صورت میں کسی قسم کی پریشانی کا لاحق ہونا ناممکن ہے۔

قرآن پاک پڑھنے کے فضائل

تحریر از: محمد اویس رضا احمد علی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا ثواب ہے۔

اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہو گی، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ [1]

قرآن کریم شفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن کریم سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآن کریم میں ہے اس پر عمل کیا تو قرآن کریم اس کی شفاعت کرے گا اور جنت میں لے جائے گا۔ [2]

تلاوت قرآن کے فضائل

1. قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہے۔
2. قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے۔
3. قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے موت کے وقت روح آسانی سے نکلتی ہے۔
4. قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے دل کی سیاہی دور ہوتی ہے۔
5. قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے عذاب قبر سے نجات ملے گی۔
6. قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔
7. قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے ظاہری و باطنی امراض سے شفاء ملتی ہے۔

ماشاءاللہ، سبحان اللہ، قرآن پاک پڑھنے کے بہت فضائل ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں قرآن پاک سیکھ کر سمجھ کر روزانہ پڑھنے کی توفیق فرمائے۔۔ آمین

---

1. سنن الترمذی، ج ۴، ص ۴۱۷، حدیث ۲۹۱۹.
2. تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۴۱، ص ۳/ المعجم الکبیر، ج ۱۰، ص ۱۹۸، حدیث ۱۰۴۵۰.

قرآن پاک کی ضرورت، اہمیت اور فوائد

تحریر از: عالیان عطاری

قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیا ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کر کے (یعنی انسان کو پاک کر کے) اسے مثالی بنا دیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے، ایسا باوفا ساتھی ہے جو قبر میں بھی ساتھ نبھاتا ہے اور حشر میں بھی وفا کا حق ادا کرے گا۔

آیئے جانتے ہیں کہ قرآن کریم کیوں نازل ہوا؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس کے فوائد و ثمرات کیا ہیں؟

ضرورت

انسان طبعی طور پر مل جل کر رہنے والا ہے اور ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے خوراک، کپڑوں اور مکان کی جبکہ افزائش نسل کے لیے نکاح کی ضرورت ہے۔ ان چار چیزوں کے حصول کے لیے اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہو تو ہر زور آور اپنی ضرورت کی چیزیں طاقت کے ذریعہ کمزور سے حاصل کر لے گا، لہٰذا عدل و انصاف کو قائم کرنے کی غرض سے کسی قانون کی ضرورت ہے اور یہ قانون اگر کسی انسان نے بنایا تو وہ اس قانون میں اپنے تحفظات اور اپنے مفادات شامل کرے گا، اس لیے ضروری ہے کہ یہ قانون انسان کا بنایا ہوا نہ ہو تا کہ اس میں کسی کی جانبداری کا شائبہ اور وہم و گمان نہ ہو ایسا قانون صرف خدا کا بنایا ہوا قانون ہو سکتا ہے۔ جس کا علم خدا کے بتلانے سے ہو گا اور اللہ پاک نے پوری انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے یہ قانون قرآن کی صورت میں عطا فرمایا جس کی تفسیر اس امت کے علماء نے احادیث رسول و اقوال صحابہ کی روشنی کی اور ہمارے لیے اس کا سمجھنا مزید آسان بنا دیا۔

اہمیت

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہ تفسیر نہیں جانتے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جن کے پاس رات کے وقت ان کے بادشاہ کا خط آیا اور ان کے پاس چراغ نہیں جس کی روشنی میں وہ اس خط کو پڑھ سکیں تو ان کے دل ڈر گئے اور انہیں معلوم نہیں کہ اس خط میں کیا لکھا ہے؟ اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر جانتا ہے اس کی مثال اس قوم کی طرح

ہے جن کے پاس قاصد چراغ لے کر آیا تو انہوں نے چراغ کی روشنی سے خط میں لکھا ہوا پڑھ لیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا لکھا ہے۔[1]

فوائد وثواب

قرآن پاک پڑھنے کے بے شمار فوائد ہیں۔

(۱)... حدیث مبارکہ میں ہے کہ "اَلنَّظْرُفِی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ" یعنی قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔[2]

(۲)... قرآن پاک پڑھنے سے بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزّت کا فرمان ہے۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ[3]

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا۔

(۳)... قرآن کریم پر عمل بلندی اور اس سے انحراف تنزلی کا باعث ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رَضِیَ اللہ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللہ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْن یعنی اللہ پاک اس کتاب کے سبب کتنی قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے اور کتنوں کو پست کرتا ہے۔[4]

(۴)... رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللہِ فَلَہٗ حَسَنَۃٌ وَ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَااَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ یعنی جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔[5]

---

1. تفسیر قرطبی.
2. شعب الایمان.
3. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82.
4. مسلم.
5. جامع الترمذی.

قرآنِ پاک کا مختصر تعارف

تحریراز: اویس رضاہارون

قرآن پاک کو دینِ اسلام میں مقدس سمجھا جاتا ہے، اور اسے وسیع پیمانے پر ربّ ذوالجلال کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ قرآن کریم مسلمانوں کے لیے بہت سارے موضوعات پر رہنمائی فراہم کرتا ہے، جس میں دنیا کی تخلیق، لوگوں کے حقوق و فرائض، نماز اور صدقہ کی اہمیت اور حتمی فیصلہ شامل ہیں۔

قرآن پاک پوری دنیا کے لاکھوں مسلمانوں کیلئے رہنمائی کا ذریعہ رہا ہے، اور اس کی تعلیمات نے صدیوں سے اسلامی فکر اور ثقافت کو تشکیل دی ہے۔ اس کی آیات کو لازوال سمجھا جاتا ہے، اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں ایک طاقتور پیغام ہے جو آج بھی مسلمانوں کی زندگیوں سے متعلق ہے۔

قرآن پاک خالصًا عربی زبان میں لکھا گیا ہے، اور اس کے متن کو صدیوں سے محفوظ کیا گیا ہے۔ قرآن پاک تمام اسلامی قوانین کا ماخذ ہے، اور اس کی تعلیمات اور اصول اسلامی اخلاقیات کی بنیاد ہیں۔

قرآنِ پاک کو ایک ادبی شاہکار بھی سمجھا جاتا ہے، اس کی آیات کے ساتھ اکثر ان کی خوبصورتی کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ قرآن کے اسلوب کو منفرد سمجھا جاتا ہے، اور اس کے الفاظ کو صدیوں سے علماء، شاعروں نے انسانی جذبات کے گہرے اظہار کے لیے استعمال کیا ہے۔

آخر میں، قرآن پاک ایک ناقابل یقین حد تک بھرپور عمدہ متن ہے، جو دنیا بھر کے لاکھوں مسلمانوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس کے الفاظ ان لوگوں کے لیے تسلی اور رہنمائی کا ایک طاقتور ذریعہ بنے ہوئے ہیں جو اس کے پیغام کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

قرآن اور ہماری ذمہ داریاں

تحریر از: افنان عطاری

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انس و جن کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا، قرآن "قَرَءَ" کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں: پڑھی جانے والی کتاب، واقعی دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے، جس کو بغیر سمجھے بھی لاکھوں لوگ ہر وقت تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر اپنے پاک کلام کے لیے قرآن کا لفظ استعمال کیا ہے

چنانچہ پارہ 27 میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ" ترجمہ: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔[1]

اسی طرح پارہ 30 میں ارشاد فرمایا: "بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ" ترجمہ: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے۔[2]

قرآن کریم عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" ترجمہ: بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔[3]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہی اس کتاب سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ" ترجمہ: یہ لوگوں کے لئے ایک بیان اور رہنمائی ہے اور پرہیز گاروں کیلئے نصیحت ہے۔[4]

نزولِ قرآن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی۔

1۔ فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ کو پہنچا دیتا، ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرئیل علیہ السلام مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے۔

2۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصل صورت میں تشریف لاتے تھے۔

---

1. سورۃ الواقعہ، آیت نمبر 77.
2. سورۃ البروج، آیت نمبر 21.
3. سورۃ یوسف، آیت نمبر 2..
4. سورۃ آل عمران، آیت نمبر 138.

3۔ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم کلامی ہوئی، نماز کی فرضیت اسی طرح ہوئی۔
4۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کوئی بات القاء فرمادیتے تھے۔

تاریخ نزولِ قرآن

ماہِ رمضان کی ایک بابرکت رات لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسبِ ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً 23 سال کے عرصہ میں قرآن کریم مکمل نازل ہوا۔ قرآن کریم کا تدریجی نزول اُس وقت شروع ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی جو آیتیں غارِ حرا میں اُتریں، وہ سورۂ علق کی ابتدائی آیات ہیں، اس پہلی وحی کے نزول کے بعد تین سال تک وحی کے نزول کا سلسلہ بند رہا، تین سال کے بعد وُہی فرشتہ جو غارِ حرا میں آیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سورۃ المدثر کی ابتدائی چند آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائیں۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وحی کے نزول کا تدریجی سلسلہ جاری رہا۔ غرض تقریباً 23 سال کے عرصہ میں قرآن کریم مکمل نازل ہوا۔

حفاظتِ قرآن

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ قرآن کریم ایک ہی دفعہ میں نازل نہیں ہوا، بلکہ ضرورت اور حالات کے اعتبار سے مختلف آیات نازل ہوتی رہیں، قرآن کریم کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے حفظِ قرآن پر زور دیا گیا، چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الفاظ کو اسی وقت دہرانے لگتے تھے، تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی کہ عین نزولِ وحی کے وقت جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ خود آپ میں ایسا حافظہ پیدا فرمادے گا کہ ایک مرتبہ نزولِ وحی کے بعد آپ اسے بھول نہیں سکیں گے، اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے حافظ قرآن ہیں، چنانچہ ہر سال ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کے نازل شدہ حصوں کا دور فرمایا کرتے تھے، جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار قرآن کریم کا دور فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف قرآن کے معانی کی تعلیم نہیں دیتے تھے، بلکہ انہیں اس کے الفاظ بھی یاد کراتے تھے، خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کریم یاد کرنے کا اتنا شوق تھا کہ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں رہتا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک اچھی خاصی جماعت ایسی رہتی جو نازل شدہ قرآن کی آیات کو یاد کرلیتی اور راتوں کو نماز میں دہراتی تھی، غرض یہ کہ قرآن کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے حفظِ قرآن پر زور دیا گیا اور اُس وقت کے لحاظ سے یہی طریقہ زیادہ محفوظ اور قابلِ اعتماد تھا۔
قرآن کریم کی حفاظت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو لکھوانے کا بھی خاص اہتمام فرمایا، چنانچہ نزولِ وحی کے بعد آپ کاتبینِ وحی کو لکھوادیا کرتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کاتبِ

وحی کو یہ ہدایت بھی فرماتے تھے کہ: اسے فلاں سورت میں فلاں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے۔ اس زمانہ میں کاغذ دستیاب نہیں تھا، اس لیے یہ قرآنی آیات زیادہ تر پتھر کی سلوں، چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور جانور کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں، کاتبینِ وحی میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خاص طور پر ذکر کیے جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنے قرآن کریم کے نسخے لکھے گئے تھے، وہ عموماً متفرق اشیاء پر لکھے ہوئے تھے۔

جیسا کہ ہم نے قرآن مجید فرقان حمید کی تدوین اور اس کی حفاظت کے متعلق اوپر ذکر کیا تو ہمیں اس سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ ہم بھی قرآن مجید فرقان حمید کو زبانی یاد کریں اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور حلال کو حلال جانیں، حرام کو حرام جانیں تبھی ہم ایک کامیاب مسلمان بن سکتے ہیں لیکن افسوس آج ہمارا معاشرہ کہاں جارہا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم غور کریں، اسے پڑھیں اور رب تعالیٰ اپنے بندوں سے کیا فرمارہاہے اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ہمیں سمجھ کر قرآن پڑھنے، اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

قرآن پاک کی خصوصیات وفضائل

تحریر از: محمد فیضان عطاری

اس اصول کو سب ہی مانتے ہیں کہ جب کسی چیز کو کسی بڑی ہستی سے نسبت حاصل ہو جائے تو وہ چیز بھی ہمارے سر کا تاج بن جاتی ہے پھر جب اِس چیز کی نسبت تمام بڑی ہستیوں کو پیدا کرنے والے اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ہو تو اِس چیز کا مقام اور مرتبہ ہی کتنا بلند ہو گا۔

قرآن مجید اللہ پاک کا کلام ہے جسے اللہ پاک نے اپنے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اَب قرآن پاک قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے، اِس کی شان میں یہی بات کافی ہے کہ اِسے سکھانے والا اللہ پاک ہے اور سیکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ() عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ()

ترجمہ: رحمٰن نے قرآن سکھایا۔[1]

قرآن پاک کی خصوصیات

قرآن مجید کی تمام خصوصیات کو بیان کرنے سے میرا قلم عاجز ہے۔۔ البتہ کچھ خصائص شامل مضمون کرتا ہوں۔

نافع عِلم کا مجموعہ

قرآن پاک نافع علوم کا مجموعہ ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن مجید ہر نافع علم پر مشتمل ہے یعنی اِس میں گزشتہ واقعات کی خبریں اور آئندہ ہونے والے واقعات کا علم موجود ہے، حلال و حرام کا حکم اس میں مذکور ہے، اور اِس میں اِن تمام چیزوں کا علم ہے جن کی لوگوں کو اپنے دنیوی، دینی، معاشی اور اخروی معاملات میں ضرورت ہے۔[2]

طب ہی کی مثال لے لیجیے کہ جب ایک نصرانی طبیب نے ایک بہترین عالم دین علی بن حسین بن واقد سے پوچھا کہ قرآن میں علم طب کا کہیں کوئی ذکر نہیں حالانکہ یہ ممتاز علوم میں سے ایک ہے اِس پر آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اللہ پاک نے پورا علم طب قرآن پاک کی صرف آدھی آیت میں جمع فرما دیا ہے اور پھر اِس آیت کی تلاوت کی۔[3]

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[4]

---

1. سورۃ الرحمن، آیت: 01،02.

2. ابن کثیر، النحل، تحت الآیۃ: 89، 4/510.

3. روح البیان، ج5، ص155، ملخصا.

4. سورۃ الاعراف، آیت: 31.

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

قرآن پاک کو بار بار پڑھنا

کوئی کتاب بار بار نہیں پڑھی جاتی، اگر بار بار پڑھیں تو اکتاہٹ ہو جائے اور لوگ بھی ایسے پڑھنے والے کو عقلمند نہ کہیں مگر قرآن پاک کا معاملہ جدا ہی ہے کہ اِسے پڑھنے سے دلوں کو سکون ملتا، روحیں چین پاتیں اور زندگی پُر اَمن بن جاتی ہے، یہاں تک کہ اِسے بار بار پڑھنے کے فضائل ذکر کیے گئے، چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: جس کو قرآن پاک نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا، اُسے میں اِس سے بہتر دوں گا، جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہی ہے، جیسی اللہ پاک کی فضیلت اِس کی مخلوق پر ہے۔[1]

قرآن کریم کی خصوصیات

قرآن کریم کی چند خصوصیات مزید پڑھئے۔

ارشاداتِ مصطفیٰ ﷺ

جس نے قرآن کریم سے ایک حرف پڑھا اُس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔[2]

پھر جو نہ صرف قرآن پاک کو پڑھے بلکہ اِسے اپنے سینے میں محفوظ بھی کرلے تو اِس کی شان پڑھیے چنانچہ حدیث پاک میں ہے: جس نے قرآن پاک پڑھا اور اُس کو یاد کر لیا، اُس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اِس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ پاک اِس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔[3]

جس کے سینے میں کچھ قرآن نہیں وہ ویران مکان کی طرح ہے۔[4]

سبحان اللہ یہ ہیں قرآن پاک کے فضائل، ان فضائل کو پڑھنے کے بعد ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ قرآن کریم سے اتنا دور رہے کہ اس کے پاس قرآن پاک کو پڑھنے کے لئے طویل عرصے تک وقت ہی نہ ہو، ہائے! مگر حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن پاک پر جس طرح عمل کرنا اور اِسے پڑھنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے اِسی طرح مسلمان پر اِس کی تعظیم کرنا بھی بے حد ضروری ہے اور مسلمان بندہ تو کبھی اِس کی بے حرمتی کا سوچ ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی اور اِس کی بے حرمتی کرے بھی تو اِس مسلمان کی

---

1. ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب 25، 4/425، حدیث: 2935.
2. مستدرک حاکم، کتاب فضائل القرآن، باب القرآن مادبۃ اللہ۔ الخ، 2/256، حدیث: 2084.
3. ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل قاریٔ القرآن، 4/414، حدیث: 2914.
4. ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب 18، 4/419، حدیث: 2922.

غیرت ایمانی اِسے بے چین کر دیتی ہے اور وہ اپنی طاقت کے مطابق اِس کی حفاظت کی کوشش کرتا ہے، اگر کیفیت ایسی نہیں ہے تو یہ سوالیہ نشان ہے ؟؟؟؟؟؟؟

قرآن پاک کی تعظیم پر فقہاء کرام کا حکم

فقہاء کرام نے قرآن پاک کی تعظیم کا یہاں تک حکم دیا ہے کہ اِسے تمام کتابوں سے اوپر رکھا جائے پھر دیگر کتابیں رکھی جائیں۔[1]

پھر قرآن پاک کو گندی جگہ پھینکنا، اِسے زور سے پٹخنا، اِس کو پھاڑنا اور بے حرمتی کے ساتھ اسے جلانا کب روا (جائز) ہو سکتا ہے بلکہ توہین کی نیت سے ایسا کرنے سے وہ مسلمان ہی کب باقی رہے گا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن پاک کی تعظیم کرنے اور اِس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

1. الدر المختار معہ رد المحتار، ج1، ص354.

قرآن کی اہمیت

تحریر از: سید حسنین علی رضا

قرآن مسلمانوں کے لیے سب سے اہم کتاب ہے، یہ کتاب اللہ کی طرف سے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن اسلامی عقائد اور طرز عمل کی بنیاد ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول اخلاقیات، عبادت اور سیاست کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآن تقریباً 23 سال کے عرصے میں نازل ہوا۔

قرآن حتمی سچائی کا ماخذ ہے اور مسلمانوں کی طرف سے اس کا بہت احترام کیا جاتا ہے، جو اس کی آیات کو حفظ کرتے ہیں، اس کے معانی کا مطالعہ کرتے ہیں، اور جو اِس کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں لاگو کرتے ہیں، اِسے ذاتی اور سماجی دونوں مسائل کے لیے رہنمائی کے طور پر پاتے ہیں اور اِسے تنازعات کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کے لیے معاون پاتے ہیں۔ قرآن اللہ کی عبادت کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے، جس میں روزمرہ کے کام مثلاً نماز، صدقہ، اور روزہ بھی شامل ہے۔

قرآن کو مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کو علم حاصل کرنے، انصاف کے لیے جدوجہد کرنے اور امن کو فروغ دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسے ایک متحد قوت کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو مختلف ثقافتوں اور پس منظر کے لوگوں کو اکٹھا کرتی ہے، کیونکہ وہ سب ایک جیسی تعلیمات اور طریقوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج مسلمانوں کے لیے اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ موجودہ دور میں، قرآن دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کی زندگیوں کی رہنمائی اور تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

قرآن کی اہمیت کی وجوہات

آج قرآن کی اہمیت کی چند وجوہات یہ ہیں۔

۱) اخلاقی رہنمائی

قرآن مسلمانوں کو اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے، اللہ کی مرضی کے مطابق نیک زندگی گزارنے میں ان کی مدد کرتا ہے۔ قرآن زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول تعلقات، کاروبار اور اجتماعی زندگی میں برتاؤ کرنے کے بارے میں واضح اصول اور رہنما اصول پیش کرتا ہے۔

۲) راحت اور تسکین کا ذریعہ

قرآن مسلمانوں کو سختی اور مشکلات کے وقت سکون اور تسلی دیتا ہے۔ قرآن ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اللہ ہمیشہ ہمارا ساتھ ہے اور ہم کبھی تنہا نہیں ہوتے۔

۳)ترغیب کا ذریعہ

قرآن مسلمانوں کو اپنی برادریوں اور دنیا کی بہتری کے لیے کام کرنے کے لیے تحریک اور ترغیب فراہم کرتا ہے۔ قرآن مسلمانوں کو علم حاصل کرنے، نیک اعمال میں مشغول ہونے اور انصاف اور مساوات کے لیے جدوجہد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۴)ایک متحد کرنے والی قوت

قرآن مسلمانوں کے لیے متحد کرنے والی قوت کے طور پر کام کرتا ہے، انہیں اکٹھا کرنے اور اتحاد اور یکجہتی کے احساس کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔ قرآن مسلمانوں کو یاد دلاتا ہے کہ وہ ایک بڑی جماعت کا حصہ ہیں اور انہیں مشترکہ بھلائی کے لیے مل کر کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۵)رہنمائی اور حکمت کا ذریعہ

قرآن مسلمانوں کو رہنمائی اور حکمت فراہم کرتا ہے، انہیں فیصلے کرنے اور زندگی کی مشکلات اور مشکل حالات سے نمٹنے میں مدد کرتا ہے۔ قرآن زندگی کے بڑے سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے اور مسلمانوں کو اپنے وجود کے معنی اور مقصد کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔

خلاصۃً یہ کہ قرآن مسلمانوں کی زندگی میں ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے، رہنمائی، تحریک اور سکون فراہم کرتا ہے۔ اور یہ مومنوں کے لیے مسلسل تحریک اور ترغیب کا ذریعہ ہے۔ قرآن مسلمانوں کے عقائد، اقدار اور طرز عمل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے اور آنے والی نسلوں تک کرتا رہے گا۔ قرآن آج مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ایک اہم ذریعہ بنا ہوا ہے، جس سے انہیں مکمل اور بامقصد زندگی گزارنے میں مدد ملتی ہے۔ قرآن سکون، حکمت اور ہدایت فراہم کرتا ہے، اور تمام مسلم امت کے لیے متحد کرنے والی قوت کے طور پر کام کرتا ہے۔

قرآن کے ظاہری اور باطنی علوم

تحریر از: محمد اویس صدیق عطاری

قرآن عظیم کے ظاہری علوم کی کثرت قرآن کے علوم ظاہری و باطنی کے درمیان اور بھی بہت سارے علوم موجود ہیں جو ان دونوں علموں کے علاوہ ہیں۔

علامہ باجوری نے شرح بردہ شریف میں اس مصرع کے تحت فرمایا: لها معان كموج البحر في مدد آیات قرآنیہ کے معانی ایسے ہی بکثرت ہیں جس طرح سمندر کی موجیں۔ علامہ باجوری نے اس سے بعض کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ قرآن کریم کے وہ علوم جو ظاہری معنی پر محمول ہیں ان میں سب سے کم تعداد کا قول یہ ہے کہ ان علوم کا مجموعہ قرآن کے اندر چوبیس ہزار آٹھ سو ہے۔[1]

کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ ان ظاہری معنی کے استخراج پر ہر عالم کامیاب ہو جائے گا جب ایک عالم ان علوم کا استقرا نہیں کر سکتا ہے تو عام و من اور اہل زبان انہیں کیسے نکال سکیں گے؟ اور ان علوم کے غور و فکر میں عالم کامل کی عمر ختم ہو جائے پھر بھی وہ ان کے مطلع تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب غور و فکر سے یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے تو تامل سے مستغنی ہو کر ان کا ادراک کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں علوم پر مشتمل تفاسیر کی ہزاروں جلدیں ہیں۔ مثلاً: ابن نقیب کی تفسیر سو جلدوں میں۔ ادفوی کی تفسیر ایک سو بیس جلدوں میں۔ ابو بکر بن عبد اللہ کی تفسیر صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے شروع کی پچاس آیات کی تفسیر ایک سو چالیس جلدوں میں۔ امام ابو الحسن اشعری کی تفسیر چھ سو جلدوں میں۔ امام ابو الحسن کی یہ تفسیر امام جلال الدین سیوطی کے زمانے تک مصر کے خزانہ علمیہ میں موجود تھی۔

کیا ان علوم کا ادراک بغیر غور و فکر کے ہو سکتا ہے؟ یا اس پر ہر عالم کامیاب ہو سکتا ہے اگرچہ وہ عالم مشہور و نامور ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ملا علی قاری نے زین العرب سے نقل کیا اور فرمایا کہ ظاہر سے مراد معنی جلی اور باطن سے مراد معنی خفی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مخصوص و مختار بندوں کے درمیان ایک راز ہے۔ علم ظاہر و باطن کی مزید توضیح مرقاۃ میں ہے کہ قرآن کے لئے ظاہر ہے یعنی ایسے معنی جن میں غور و تامل کی حاجت نہیں۔ اکثر لوگ انہیں سمجھتے ہیں جن کو فہم قرآن کا شعور و سلیقہ ہے اور قرآن کے لئے باطن ہے یعنی ایسے معنی جن میں خفیہ اشارات سے تاویل کی ضرورت ہو، ان خفیہ معانی کو صرف وہ خواص مقربین سمجھتے ہیں جو زمانے کے علمائے متبحر ہیں اور ان معانی کا فہم و ادراک انہیں حسب استعداد و لیاقت اور امداد الٰہی کے حصول ہی سے ہوتا ہے۔[2]

---

1. شرح البردۃ، باجوری.

2. مرقاۃ، حدیث ۲۱۳۳.

معاملات اور قرآن

تحریر از: محمد اسامہ عطاری

والدین کے ساتھ سلوک

دنیا میں انسان جتنے بھی خونی رشتوں سے وابستہ ہے سب سے زیادہ محترم و مکرم رشتہ اس کے لئے اپنے والدین کا ہے۔ اولاد کے لئے والدین کا ایثار اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ زندگی کے ابتدائی ایام میں انسان کی ہستی اور اس کا وجود والدین کے ایثار اور ان کی جانفشانیوں کا مرہون منت ہوتا ہے اور بچے کی اس عمر میں والدین جس ایثار کا مظاہرہ کرتے ہیں اولاد اگر زندگی بھر ان کی خدمت بجالاتی رہے تو ایک ایک دن کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان حقائق کا تقاضا یہ ہے کہ والدین سے مہر و محبت سے پیش آیا جائے اور ساری زندگی ان کا احترام ملحوظ خاطر رہے۔ اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے۔[1]

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم دلی کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کی۔

اولاد سے سلوک

جہاں والدین کا احترام اولاد کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے وہاں اسلام نے والدین کو بھی اولاد کی مشفقانہ پرورش کی تاکید فرمائی ہے۔ والدین کی اس قدر والہانہ محبت کے بغیر بچے کی پرورش ممکن ہی نہ تھی۔ معمولات زندگی میں اولاد کی پرورش سے کٹھن اور کوئی کام نہیں یہ ماں اور اسکی مامتا ہی ہے جو اس مشکل ترین مرحلہ میں سے اپنی بے پناہ قربانیوں کا سہارا لیکر گزر جاتی ہے۔ بچوں کی رضاعت، موزوں غذا دینا صاف ستھرا رکھنا۔ ان کے عادات و اطوار کو سنوارنا، ذرا بڑے ہوں تو ان کی تعلیم و تربیت کا معقول بندوبست کرنا والدین کے فرائض اور بچوں کے حقوق ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: گھاٹے میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے نادان اور بے سمجھی سے اپنی اولاد کو قتل کیا۔[2]

---

1. سورۂ عنکبوت، آیت نمبر 8.
2. سورۂ انعام، آیت نمبر 141.

رشتہ داروں سے سلوک

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں رشتہ داروں کے حقوق کا تحفظ فرمادیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اپنے اقارب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اکثر ایسے مقامات ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ایمان، نماز اور زکوۃ کے فوراً بعد فرمایا ہے اس تعینِ مقام سے اس عمل کی اہمیت کی معلوم ہوتی ہے کہ خدائے قدوس نے اسے کس قدر اہم قرار دیا ہے۔ قرآن مقدس میں جہاں بھی انسان کو بنی نوع انسان کی خدمت اور امداد کی تنبیہ کی گئی ہے اور بعض لوگوں کو امداد کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ وہاں سرفہرست رشتہ داروں کو رکھا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم معاملات دنیا میں ہمیشہ اپنے رشتہ داروں کا بطور خاص خیال رکھیں اور کسی بھی وقت قطع رحمی نہ کریں۔

ارشاد خداوندی ہے: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف طریقے سے وصیت کرے یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔[1]

یتیموں سے سلوک

جو بچے ماں کی مامتا / باپ کی شفقت پدری سے محروم ہو جاتے ہیں۔ پورے معاشرہ کی ہمدردی اور سرپرستی کے مستحق ہوتے ہیں۔ ایسے بچے دراصل اس ماحول میں بسنے والے لوگوں کی آزمائش بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لوگ میرے دیئے ہوئے رزق میں سے ان بچوں کی سرپرستی کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ مالی امداد اور مشفقانہ سرپرستی کا مقام آپ خود متعین کرلیں کیوں کہ جس کسی نے از راہ ہمدردی کسی یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو جتنے بال اس کے ہاتھ سے مس ہوں گے اتنی ہی نیکیاں ہاتھ پھیرنے والے کے نامہ اعمال میں درج کی جائیں گی۔

ارشاد باری ہے: یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پائی جائے۔[2]

پڑوسیوں کے ساتھ سلوک

معاشرتی زندگی میں پڑوس اور ہمسایہ کی بہت اہمیت ہے۔ ہر انسان پر اپنے پڑوس کے بہت سے حقوق ہیں اور اسلام نے ان حقوق کو بہت اہمیت دی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر جھگڑوں اور تنازعات کا ڈر نہ ہوتا تو پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار ٹھہرا دیا جاتا اس ایک بات کے بعد پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کسی وضاحت و صراحت کی محتاج تعارف نہیں رہ جاتی۔

---

1. سورۂ انعام آیت نمبر 151 تا 152.
2. سورۂ انعام، آیت نمبر 152.

ارشاد خداوندی ہے: اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں (کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔) بیشک اللہ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر، فخر کرنے والا ہو۔[1]

مساکین اور ضرورت مندوں سے سلوک

ایسے لوگ جنہیں اپنی ضروریات زندگی کے مطابق رزق نہیں دیا گیا مساکین اور ضرورتمند کہلاتے ہیں دراصل ان کا رزق دولت مندوں کے رزق میں شامل کر دیا جاتا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ دولت مند لوگ مساکین کا حق انہیں لوٹاتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر مساکین کو براہ راست رزق پہنچانا چاہتا تو وہ اس پر قادر تھا لیکن اس عمل سے فریقین کی آزمائش مطلوب تھی۔ مساکین صبر و قناعت سے کام لیتے ہیں یا نہیں اور دولت مند مساکین کا حصہ ان کو لوٹاتا ہے یا نہیں مساکین اور حاجت مندوں کو ان کا حق بلا تاخیر اور بلا تامل دے دینے کے احکامات قرآنی حوالہ سے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

ارشاد باری ہے: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔[2]

مقروض کے ساتھ سلوک

قرض دار کا فرض ہے کہ جونہی حالات اجازت دیں فوری طور پر قرض خواہ کو بصد شکریہ قرض کی رقم واپس کرے۔ قرض خواہ پر بھی لازم ہے کہ قرضہ کی واپسی کے لئے قرضدار کو تنگ اور پریشان نہ کرے۔ اصل رقم کے ساتھ کسی اضافی رقم کا مطالبہ نہ کرے سختی سے واپسی کا مطالبہ نہ ہو اس طرح سے قرض خواہ کا احسان مجروح ہو جاتا ہے جو اس نے قرض دار پر کیا اور انسان اللہ تعالیٰ کے احسان سے محروم رہ جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو۔[3]

مسافر کے ساتھ سلوک

سفر ایک عذاب سے کم نہیں ہوتا اس کی تلخی سے مسافر ہی آگاہ ہوتا ہے جو ہر قسم کی ہمدردی اور مروت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ مسافر راستے میں تنگدستی کا شکار بھی ہو سکتا ہے اسے بیماری بھی آسکتی ہے کوئی مصیبت بھی ٹوٹ سکتی ہے ہر قسم کے حالات میں یہ آپ کی خصوصی ہمدردی اور بھرپور امداد کا مستحق ہے۔

---

1. سورۂ نساء، آیت نمبر 36.
2. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 215.
3. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 280.

ارشاد خداوندی ہے: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو۔[1]

جاہل کے ساتھ سلوک

جاہل کم فہم اور کم عقل ہوتا ہے۔ اچھے برے، حق باطل اور چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے نفع ونقصان کے شعور سے بھی عاری ہوتا ہے اس لئے ایسے آدمی کے ساتھ کیا جانے والا عام سلوک نہیں ہو گا جو ہم لوگوں سے روا رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے چونکہ قولی یا فعلی خیر کی توقع عبث ہوتی ہے اس لئے ان کے کسی عمل پر ان سے الجھنے سے گریز کرنی چاہئے ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے الجھنے کی بجائے انہیں سلام کرو اور الگ ہو جاؤ بس یہی عافیت کی راہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔[2]

---

1. سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 26.
2. سورۂ قصص، آیت نمبر 55.

قرآن اور وحدتِ رحمٰن

تحریر از: ابنِ عبد الستار عطاری

اللہ پاک ایک ہے اُس کا کوئی شریک وہمسر نہیں نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ ہی اُس سے کوئی پیدا ہے وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا وہ رحمٰن عزوجل ہماری تمام کی تمام حرکات وسکنات کو جانتا ہے ایک لمحہ کے لیے بھی وہ ہم سے غافل نہیں وہ ہماری عبادات وریاضات سے بے نیاز و بے پرواہ ہے کوئی بھی شخص اُس کو عاجز نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ کسی کا محتاج ہے بلکہ اللہ کریم کا ہر کوئی محتاج ہے۔

اور یہی پیغام اپنی مخلوق تک پہنچانے کے لیے اللہ پاک نے کچھ بندوں کو انتخاب فرمایا اور یہ منتخب بندے انبیاء ورسل کہلائے بہر حال اللہ پاک نے اِن انبیاء کو مختلف قوموں کی طرف اُن قوموں کی عقل وفراست کے مطابق معجزات دے کر بھیجا ان معجزات میں سے ایک معجزہ کلامِ رحمٰن بذریعہ وحی بھی ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں پر نازل فرمایا اللہ پاک کے مختلف کلاموں میں سے ایک کلام قرآنِ پاک بھی ہے جو تمام کلاموں کی تصدیق کرنے والا اور اُن کے احکامات کو منسوخ کرنے والا ہے لیکن وحدتِ رحمٰن جَلَّ جَلَالُہٗ ایک ایسا عقیدہ و نظریہ ہے جو تمام شریعتوں میں متفقہ عقیدہ ہے اللہ پاک نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں گاہے بگاہے جگہ بہ جگہ اپنی وحدت کا اظہار بھی فرمایا اور وحدتِ رحمٰن کا عقیدہ لازم بھی کیا یہاں تک کے اگر کوئی یہ عقیدہ نہیں رکھتا تو اُسے عذابِ نار کا ابدی مستحق ہونے کی وعید بھی سنائی ہے۔

عقیدہ وحدتِ رحمٰن کے متعلق قرآن میں ربِ کریم عزوجل نے جو ارشادات نازل فرمائے اُن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ[1]

ترجمہ: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ[2]

ترجمہ: اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِ[3]

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ[4]

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 255.
2. سورۂ ص، آیت نمبر 65.
3. سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر 18.
4. سورۂ نساء، آیت نمبر 87.

ترجمہ: اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ[1]

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے۔

مذکورہ چند ایک آیات بطورِ دلیل ہم نے پیش کی ہیں اس کے علاوہ بھی کئی ایک آیات اور بہت سی احادیث بھی وحدتِ رحمٰن پر بطورِ دلیل پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم بخوفِ طوالت یہاں انہی آیات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ پاک عقیدہ وحدتِ رحمٰن کے ساتھ ساتھ دیگر عقائد اہلسنت پر قائم فرمائے انہی عقائد پہ زندگی عطا فرمائے اور انہی عقائد پہ موت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

---

1. سورۂ نحل، آیت نمبر 51.

قرآن کی اہمیت

تحریراز: محمد فصیح رضا

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفات ذاتیہ میں سے ایک صفت ہے جسے رب العالمین نے وحی کی صورت میں روح الامین علیہ السلام کے ذریعے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر وانور پر نازل کیا۔ یہ کتاب لاریب یعنی ہر شک وشبہ سے پاک ومنزہ ہے۔ خالق کریم نے اسے ھدی للمتقین یعنی اہل تقویٰ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری خود لی ہے۔ قرآن بلاشبہ سر چشمہ ہدایت کتاب، زندہ ولازوال اور معجزات کی دنیا کا سب سے عظیم الشان شاہکار ہے۔ اس لازوال، زندہ اور معجزات سے معمور کتاب کو پڑھنا، سیکھنا اور سیکھ کر اس پر عمل پیرا ہونا ہی بندہ مومن کی معراج اور اس کا مقصد حیات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ﴿۳۰﴾[1]

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں، پوشیدہ اور ظاہر، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں، جس میں ہرگز نقصان نہیں، تاکہ انھیں ان کا اجر بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے، بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

علوم قرآن کا فروغ اور تعلیم قرآن کا اہتمام کتنی عظیم سعادت ونعمت عظمی ہے اور قرآن کا معلم ومتعلم ہونا کتنا بڑا اشرف ہے۔

عَنۡ عُثۡمَانَ رَضِیَ اللہ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَہُ[2]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھنے اور سکھائے۔

عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ أما إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اللہ یرفع بھذا الکتاب أقواما ویضع بہ آخرین[3]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے کئی قوموں کو سربلند کرتا ہے اور اسی کے ذریعے بہت سی قوموں کو پست کر دیتا ہے۔

---

1. سورۂ فاطر، آیت نمبر 29 تا 30.
2. صحیح بخاری: فضائل القرآن، حدیث: 4639 / ترمذی: حدیث: 2832 / ابوداؤد: الصلوۃ، حدیث: 1240 / ابن ماجہ حدیث: 207 / مسند احمد: حدیث 382.
3. صحیح مسلم، حدیث: 1891.

یعنی قرآن پاک کے احکام پر عمل پیرا ہونے والوں کو دین و دنیا میں عزت ملتی ہے اور اس سے بغاوت کرنے والی قومیں ذلیل ورسوا ہوتی ہیں۔ قرآن پاک اپنی تلاوت و قراءت کے شرف سے مشرف رہنے والوں کی قبر وحشر میں شفاعت بھی کرتا ہے، چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: قرآن کی تلاوت کیا کرو، بلاشبہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے اللہ کی کتاب کا ایک لفظ پڑھا تو اسے اس کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس گنا اجر رکھتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، ل ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔[2]

قرآن کی تلاوت اور حفظ سے محرومی بہت بڑا خسارہ ہے، اس لیے کچھ نہ کچھ اس پاک کلام میں سے ضرور یاد کرنا چاہئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ شخص جس کے سینے میں قرآن میں سے کچھ بھی نہ ہو، ویران گھر کی مانند ہے۔[3]

قرآن پاک چونکہ محض ایک کتاب ہی نہیں، بلکہ بنی نوع انسان کے لیے منشور حیات ہے، اس لیے شریعت مطہرہ میں اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام اور اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہونے کا بھی حکم ہے۔ قرآن کو درست اور صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنا اور اس کے معانی ومفاہیم تک رسائی کا اہتمام دراصل اس کے اندر موجود احکام کی ٹھیک ٹھیک بجا آوری کے لیے ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے قرآن پڑھا، اس کی تعلیم حاصل کی اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی جیسی ہوگی اور اس کے والدین کو ایسی خلعت (لباس) زیب تن کرائی جائے گی جس کا بدل پوری دنیا نہیں ہوسکتی، وہ پوچھیں گے: یہ سب ہمیں کیوں پہنایا گیا ہے؟ تو کہا جائے گا: تمھارے بیٹے کی قرآن سے وابستگی کے سبب۔[4]

حضرت عبد الحمید حمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو جہاد کرنے والا شخص زیادہ پسند ہے یا قرآن پڑھنے والا؟ تو انہوں نے فرمایا: قرآن پڑھنے والا، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

---

1. صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین افضل قراءۃ القرآن، حدیث: 1337 / مسند احمد، حدیث: 2126.
2. جامع الترمذی، فضائل القرآن، حدیث: 2835.
3. ترمذی.
4. الحاکم، 1 / 568 / الترغیب والترہیب، 2 / 328، حدیث: 2123.

قرآن کریم کی روحانی اور جسمانی برکات

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا[1]

ترجمہ: تم سب اللہ کی ہدایت کی رسی کو مضبوط تھامے رکھو۔

معالم التنزیل میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: قتادہ اور سدی نے فرمایا: حبل اللہ سے مراد قرآن حکیم ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ہم نے فرمایا: حبل اللہ قرآن حکیم ہے اور قرآن حکیم نور روشن ہے اور نفع بخش شفا ہے۔ جس نے اس سے استمداد کی اس کا معاون ہے اور جس نے اس کی پیروی کی اس کے لیے ذریعہ نجات ہے۔[2]

اور سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ[3]

ترجمہ: اور ہم قرآن حکیم میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں صاحب روح البیان حضرت الشیخ علامہ محمد اسمعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واعلم ان القرآن شفاء المرض الجسمانی[4] یعنی قرآن پاک تمام جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے۔

ثابت ہوا کہ قرآن حکیم میں مومنوں کے لیے روحانی اور جسمانی امراض کی شفا ہے۔

---

1. سورۂ آل عمران، آیت نمبر 103.
2. معالم التنزیل: ج 1، ص 333.
3. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 82.
4. روح البیان: ج ۵ ص ۱۹۳.

درجہ سادسہ

قرآن پاک کی ضرورت، اہمیت اور فوائد

تحریر از: حافظ محمد قاسم رضا عطاری

قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنّت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کر کے (یعنی انسان کو پاک کر کے) اسے مثالی بنادیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے، ایسا باوفا ساتھی ہے جو قبر میں بھی ساتھ نبھاتا ہے اور حشر میں بھی وفا کا حق ادا کرے گا۔ آیئے جانتے ہیں کہ قرآن کریم کیوں نازل ہوا؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس کے فوائد و ثمرات کیا ہیں؟

ضرورت

انسان طبعی طور پر مل جل کر رہنے والا ہے اور ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے خوراک، کپڑوں اور مکان کی جبکہ افزائش نسل کے لیے نکاح کی ضرورت ہے۔ ان چار چیزوں کے حصول کے لیے اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہو تو ہر زور آور اپنی ضرورت کی چیزیں طاقت کے ذریعہ کمزور سے حاصل کرلے گا، لہٰذا عدل وانصاف کو قائم کرنے کی غرض سے کسی قانون کی ضرورت ہے اور یہ قانون اگر کسی انسان نے بنایا تو وہ اس قانون میں اپنے تحفظات اور اپنے مفادات شامل کرے گا، اس لیے ضروری ہے کہ یہ قانون انسان کا بنایا ہوا نہ ہو تاکہ اس میں کسی کی جانبداری کا شائبہ اور وہم وگمان نہ ہو ایسا قانون صرف خدا کا بنایا ہوا قانون ہو سکتا ہے۔ جس کا علم خدا کے بتلانے سے ہوگا اور اللہ پاک نے پوری انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے یہ قانون قرآن کی صورت میں عطا فرمایا جس کی تفسیر اس امت کے علماء نے احادیثِ رسول واقوالِ صحابہ کی روشنی کی اور ہمارے لیے اس کا سمجھنا مزید آسان بنادیا۔

اہمیت

حضرت اِیاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہ تفسیر نہیں جانتے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جن کے پاس رات کے وقت ان کے بادشاہ کا خط آیا اور ان کے پاس چراغ نہیں جس کی روشنی میں وہ اس خط کو پڑھ سکیں تو ان کے دل ڈر گئے اور انہیں معلوم نہیں کہ اس خط میں کیا لکھا ہے؟ اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر جانتا ہے اس کی مثال اس قوم کی طرح

ہے جن کے پاس قاصد چراغ لے کر آیا تو انہوں نے چراغ کی روشنی سے خط میں لکھا ہوا پڑھ لیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا لکھا ہے۔[1]

قرآن پاک پڑھنے کے فوائد

حدیث مبارکہ میں ہے کہ "اَلنَّظَرُ فِی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ" یعنی قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔[2]

قرآن پاک پڑھنے سے بیماریوں سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزّت کا فرمان ہے: **وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ**

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا ہے۔

قرآن کریم پر عمل بلندی اور اس سے انحراف تنزلی کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللہَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَیَضَعُ بِه اٰخَرِیْن

یعنی اللہ پاک اس کتاب کے سبب کتنی قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے اور کتنوں کو پست کرتا ہے۔[3]

رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللہِ فَلَه حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ یعنی جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔[4]

خلاصہ: یہ ہے قرآن پاک کی ضرورت، اہمیت اور فوائد بے انتہاء ہیں۔ جب کہ ہمارے معاشرے میں قرآن پاک کی بے حرمتی عام ہوتی جا رہی ہے جب جس کا جو دل چاہا اُس نے بے ادبی کر دی۔

آہ! افسوس ہے کہ ہم سوشل میڈیا پر اسٹوری لگا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ادا ہو گیا۔

نہیں نہیں!!! ہمارا حق ادا نہیں ہوا ہمیں قرآن پاک و صاحبِ قرآن پاک کی عزت و عظمت کو بچانے کے لیے عملی میدان میں اُترنا پڑے گا۔

---

1. تفسیر قرطبی.
2. شعب الایمان.
3. مسلم.
4. جامع الترمذی.

حفاظت قرآن

تحریر از: حافظ محمد منیب عطاری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف عربی قبائل کو آسانی کے لئے اپنی زبان میں قرآن کی تلاوت کی اجازت دی تھی۔ دور عثمانی میں خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ مختلف لغتوں کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو رہا ہے، اے خلیفہ رسول! اس سے پہلے کہ امت میں قرآن مجید کی مختلف لغتوں کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے اس صورتحال کا تدارک فرمائیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اصحاب حل وعقد کے مشورہ سے لغت قریش (جس میں قرآن نازل ہوا تھا) کے سوا دیگر تمام لغات پر پابندی لگادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کو حفاظت قرآن کہا جاتا ہے اس وقت جو قرآن مجید امت کے ہاتھوں میں ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لغت قریش میں نازل ہونے والا اصل قرآن مجید ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے کہ: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی (قرآن) کو نازل کیا اور ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لہذا اہل سنت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں عربی زبان میں جو قرآن مجید ہے الحمد للہ سے لے کر والناس تک سارے کا سارا محفوظ ہے اور جو کہے قرآن میں تحریف لفظی (الفاظ میں تبدیلی) ہوئی وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے نیز مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید قیامت تک ہر قسم کی کمی وزیادتی سے محفوظ رہے گا۔

جب کہ قرآن مجید سے پہلے تمام سماویہ کتب تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحائف اصل نازل شدہ زبان میں مفقود ہیں عبرانی، طبرانی اور دیگر زبانوں میں جو تراجم ہیں ان میں بھی شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔

آیت کی تعریف

ایک مختصر مضمون کو کہتے ہیں جس کا کوئی نام نہیں ہوتا۔

سورۃ کی تعریف

قرآن مجید کی آیات کا ایسا مجموعہ جو ایک مکمل مضمون یا چند مضامین پر مشتمل ہو اور اس کا صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نام بھی رکھا ہو سورۃ کہلاتا ہے اور قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔

رکوع کی تعریف

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ قاری نماز تراویح میں ایک رکعت میں جتنی آیات تلاوت کرتے تھے اسے رکوع کہا جاتا ہے۔

پارہ کی تعریف

قرآن مجید کے تیس حصوں میں سے ایک حصے کو پارہ کہا جاتا ہے اور پارے 30 ہیں۔

قرآن مجید غلطی سے پاک ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

ترجمہ (قرآن) یہ وہ بلند رتبہ کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

لَا رَيْبَ: اگر "لا" کی خبر "جائز" تجویز کی جائے تو معنی یہ ہے: قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہونے اور پچھلے تمام علوم و فنون کا بحرِ بے کنار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی کا اعجازی کلام ہے جسکی مثل لانا دنیا بھر کے دشمنان اسلام کے لئے ممکن نہیں لہذا اس کتاب مبین میں شک کا کوئی جواز نہیں نیز نفی شک میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالی اس شک سے پاک ہے۔ جبریل علیہ السلام اور دیگر وحی لانے والے فرشتے شک سے پاک ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شک سے پاک ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن وصول کرنے والے صحابہ کرام بھی شک سے محفوظ ہیں اور انہوں نے قرآن مجید میں کوئی ردوبدل نہیں کیا۔

نیز قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود اٹھایا ہے۔ لہذا جس نے قرآن میں رد و بدل کرنے کی ناکام کوشش کی وہ تباہ و برباد ہو گیا اور رسوائی اس کا مقدر بنی۔

فضائل قرآن

تحریراز:حسان رضاعطاری

خالق کائنات کا یہ مقدس کلام تمام بنی نوع انسان کی اصلاح، فلاح وبہود اور رہنمائی کے لئے اتارا گیا۔

اس کا نزول اقراء باسم ربك الذی کی پاکیزہ آیت مقدسہ سے شروع ہوا اور اکملت لکم دینکم کی آیت مبارکہ پر اختتام پذیر ہوا۔

یہ ایک مکمل دستور حیات اور منشور زیست ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ معاشرتی ہو یا معاشی، اقتصادی ہو، یا اخلاقی، مادی ہو یا روحانی الغرض ہر شعبے کی رہنمائی موجود ہے اس نظام شریعت کو سرچشمہ ہدایت قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خالق کائنات نے بہت سے اسمائے گرامی سے متعارف کرایا۔ یہ پاکیزہ کلام اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں، حکمتوں اور وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا رہا اور یہ عمل تقریباً 23 سال میں مکمل ہوا۔ یہ فرقان حمید دور مظلمہ اور دور جدید کے درمیان حد فاصل ہے۔ یہ پاکیزہ کلام آج چودہ سو سال کے بعد بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہے کیونکہ اس کی حفاظت خالق کائنات نے خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس کتاب مبین میں نہ آمیزش ہے نہ الحاق، نہ غلو ہے نہ مبالغہ۔ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف اور ایک ایک شوشہ حقیقی ہے اور تا قیامت حقیقی رہے گا۔ اس کتاب ہدی کے بعد نہ تو کوئی نئی شریعت آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی نیا نبی آسکتا ہے، اللہ کی اس مقدس کتاب میں تمام جملہ امراض کے لئے شفا موجود ہے۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جس کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ کتاب اس خاص ساعت میں نازل فرمائی گئی جب اللہ تعالیٰ مخلوق کی قسمتوں کا فیصلہ فرماتا ہے یعنی شب قدر میں۔ یہ ذکر عظیم ایک ایسی اہل کتاب ہے جس کی کوئی چیز غلط ثابت نہیں ہو سکتی۔ یہ قرآن مبین ایک ہدایت نامہ ہے جو زندگی کی صاف شاہراہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ مقدس کتاب دوسری تمام کتب سماوی کی تصدیق کرتی ہے۔ اس عظمت والی کتاب کی تعلیمات کے ذریعے ان تمام اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے جو تورات اور انجیل نے پیدا کر دیئے تھے۔

اس بزرگ وبرتر کتاب نے انسانی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ اس ام الکتاب میں سینکڑوں پیشن گوئیاں دی گئی تھیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں اور یہ پاکیزہ کلام قیاس وگمان کی بجائے دلیل علمی پر انسان کو اپنے رویے کی بنیاد رکھنا سکھاتا ہے۔ قرآن عظیم مشاہدے اور تجربے سے حقیقت کو پہچانے کی دعوت دیتا ہے۔ اس فرقان حمید کی کسی ایک بات کا انکار بھی کفر ہے۔ یہ کتاب بھی انبیائے بنی اسرائیل کو خود بنی اسرائیل کی لگائی ہوئی تہمتوں سے پاک کرتی ہے۔

اس کلام مقدس کا ایک ایک لفظ غیر معمولی تاثر کا حامل ہے۔ اس عظیم کتاب کے علوم اور معارف کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا یہ اپنے قاری کو حکمت کے شاداب جواہر نایاب سے مالا مال کر دیتی ہے۔ عظمتوں اور فضیلتوں سے لبریز اس اللہ کے کلام کا ایک ایک حرف صاحب کلام کی رحمتوں کا بیش بہا خزانہ ہے۔

یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کی جامعیت کا اعلان خالق کائنات نے اس طرح فرمایا ہے: ہم نے تم پر وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ یہ مقدس کتاب نور ہے، رحمت ہے، شفا ہے، برہان ہے، فرقان ہے، ضابطہ حیات ہے، منشور زیست اور ایک کامل رہنما ہے۔ روحانیت کا محور و مرکز ہے اس کو چھوڑ کر کوئی بھی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی تاثیر کا کمال یہ ہے کہ جتنی بار اس کی تلاوت کی جائے اس کی اثر انگیزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ کلام فصیح اور بیان بلیغ ہے مختصر الفاظ میں معانی کا جہان آباد پاؤ گے۔ اس عظیم کتاب کی عظمت و شوکت کا اعتراف غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا ہے۔ جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

الاسْتِشْفَاءُ وَ الِاسْتِبْرَاكُ بِالْقُرْآنِ

تحریر از: محمد رضوان عطاری

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس مرض میں جس کے اندر آپ ﷺ کا وصال ہوا معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے، جب تکلیف زیادہ ہو گئی تو میں یہی سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کیا کرتی تھی اور بابرکت ہونے کے باعث آپ ﷺ کا (اپنا) دست اقدس پر آپ ﷺ پھیرا کرتیں۔[1]

2. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اس پر دم کرتے، جب آپ مرض وصال میں مبتلا تھے تو میں آپ پر دم کرتی اور آپ ﷺ کے ہاتھ کو آپ ﷺ پر پھیرتی، کیونکہ آپ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔[2]

3. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر دم کرتے پھر انہیں اپنے چہرہ انور پر ملتے اور جہاں تک جسم اطہر پر ہاتھ پہنچتے وہاں تک ہاتھ پھیرتے۔[3]

4. حضرت عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دو شفاؤں کو لازم پکڑو ایک قرآن اور دوسرا شہد۔[4]

---

1. متفق علیہ، وہذا اللفظ البخاري.
2. متفق علیہ وہذا اللفظ مسلم.
3. رواہ البخاري.
4. اخرجہ الحاکم فی المستدرک، 4/ 223، الرقم: 7437.

تعارفِ قرآن

تحریر از: محمد بلال رضا عطاری

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ جس طرح تمام انبیاء کرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ارفع و اعلیٰ ہے اسی طرح آپ پر اترنے والی کتاب بھی روئے زمین پر موجود تمام کتب سے بہتر اور برتر ہے۔ قرآن کے لفظی معنی پڑھنا کے ہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف مواقع پر اس کے لئے بہت سے نام استعمال فرمائے ہیں اس مقدس کتاب کا موضوع انسان ہے اور مقصد انسان کو اس سیدھی راہ کی طرف دعوت دینا ہے۔ اللہ کے اس مقدس کلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حسب ضرورت لاتے رہے یہ پیغام اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں، حکمتوں، وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا اور یہ عمل تقریباً 23 سال تک جاری رہا اس کے نزول سے قدامت پرستی مشرکانہ اعتقادات اور جاہلی رسوم کا خاتمہ ہو گیا اور ایک نئے سماجی شعور کا آغاز ہوا۔ جس کی بنیاد عدل و انصاف، اخوت و مساوات اور رواداری کے اصولوں پر رکھی گئی۔ یہ مقدس کتاب آج بھی اپنی اصل صورت میں موجود ہے۔ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس میں زبر، زیر تو کجا ایک شوشے تک کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، کیونکہ اس کی حفاظت خود خدائے قدوس نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے واقعی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے　　　وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

قرآن میں نہ آمیزش ہے نہ الحاق، نہ غلو ہے نہ مبالغہ، اس کے بعد نہ تو کوئی شریعت آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی نیا نبی آسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا شعور ان بلندیوں کو چھو رہا ہے جو انسانی تخلیقات کا مقصد وحید تھا اس مقدس کلام میں سورتوں اور ہر سورت میں آیات کی ترتیب وہی ہے جو حضور نے حضرت جبرائیل کی رہنمائی کے مطابق مقرر کی اور کاتبان وحی سے اپنی نگرانی میں تحریر کرائی چونکہ یہ مقدس کتاب انسانی زندگی کا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس میں حضرت آدم سے لے کر حضور کی امت تک، ازل سے لے کر ابد تک کے انسانوں کو پیش آنے والے ہر قسم کے مسائل دہرائے گئے ہیں تاکہ انسانوں کو اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو اس کتاب مکرم میں لاتعداد اقسام کے مضامین موجود ہیں۔ ان میں سے خاص خاص عنوانات یہ ہیں مثلاً اعتقادات، اخلاقیات، شرعی احکام دعوت، نصیحت، تنقید، ملامت، تخویف، بشارت، تسلی، شواہد، تاریخی قصے، آثار کائنات، عبادات، موت، قیامت، حیات بعد از ممات، اس کتاب کے بیان کا انداز عام کتابوں جیسا نہیں۔ اس میں زیادہ خطابیہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ کہیں حضور کو خطاب فرمایا گیا تو کہیں ایمان والوں کو مخاطب کیا گیا کچھ آیات مقدسہ میں عام انسانوں کے نام خطاب جاری فرمایا گیا۔ اگرچہ یہ مقدس کتاب قرآن مجید خود اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پاک کلام کی عظمت، اس کے نزول کا مقصد اور اس کا لاریب ہونا خود اس کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

معجزات قرآن

تحریر از: محمد طارق عطاری

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کہ معجزات تو ان کے زمانے کہ ختم ہونے کے ساتھ ختم ہو گئے اس وجہ سے ان کے معجزات کو وہ لوگ ہی دیکھ سکے جو اس زمانے میں موجود تھے بعد کے لوگوں نے اس کا مشاہدہ نہ کیا مگر قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کا معجزہ قیامت تک باقی رہے گا

قرآن کریم میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس کو تمام انس و جن میں سے کائی بھی اس لاریب کتاب کی تصنیف سے عاجز ہے یہ بھی نہیں بلکہ سارا جہاں مل کر بھی کتاب تو کیا اس کی ایک آیت بھی لانے سے عاجز ہے اگر اس دعوے میں کسی کو شک ہے تو رب تعالی کا فرمان سن لے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا[1]

ترجمہ: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

قرآن کے اس چیلنج کو آج تک کوئی قبول نہ کر سکا نہ ہی کر سکتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ اُمّی محض تھے یعنی آپ نے کسی استاد سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا اور عرب کے ایسے فصیح و بلیغ لوگ جو بڑے بڑے طویل قصائد بغیر سوچے اور غور خوض کیے بغیر تصنیف کر دیتے تھے بڑے بڑے خطبے بلا تامل لکھ دینا ان کا روز مرہ کا مشغلہ تھا اس فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود بھی کوہی اس کی مثل نہ لاسکا باوجود یہ کہ عربی ان کی مادری زبان تھی اُس زمانے سے آج تک جتنے بھی اسلام دشمن گزرے ہیں اپنے فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود بھی قرآن کی مثل کلام لانے سے عاجز رہے اور اس میں ردوبدل نہ کر سکے۔

کاش ہم بھی کلام پاک جو ہمارے آخری نبی ﷺ پہ نازل ہوا اس کو سمجھ کر پڑھنے والے بن جائیں۔

---

1. سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 88.

قرآن کی تلاوت کرنے کے فضائل

تحریر از: محمد عرفان عطاری

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے، آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالٰی اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرمادے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالٰی اس پر دنیاو آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالٰی دنیاو آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالٰی بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم (دین) تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی اس کے ذریعے سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کی درس و تدریس کرتے ہیں، تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینہ نازل ہوتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالٰی ان کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں، اور جسے اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔[1]

---

1. صحیح مسلم، کتاب اللہ دعوت، باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن رقم:2699

جمع قرآن میں صحابہ کرام کا کردار

تحریر از: محمد شعیب عطاری

قرآن کریم اللہ کا کلام اور رشد و ہدایت کا ایسا سرچشمہ ہے جس کی عظمت و حقانیت ہیرے کی چمک سے زیادہ روشن ہے۔ قرآن کریم تعلیمات اسلامیہ کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ حقانیت اسلام کی قیامت تک باقی رہنے والی مضبوط دلیل اور تاجدار ختم نبوت وسید المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک بے مثل معجزہ ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ کریم نے لیا، اور اس کا اولین ذریعہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوئے، جنھوں نے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ورثہ کی حفاظت کی اور اس کی اشاعت کی خاطر کسی بھی طرح کے ضروری اقدام سے گریز نہیں کیا۔ اشاعت قرآن کے لیے صحابہ کرام کی طرف سے کی گئی کوششوں کو مختصراً بیان کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری تک قرآن کریم صحابہ کے سینوں میں محفوظ تھا اور اس میں سے کچھ آپ کے ارشاد پر جو لکھا گیا تھا، وہ مختلف چیزوں میں بکھرا ہوا تھا، جب یمامہ کے مقام پر کذاب مدعی نبوت اور اس کے حمایتوں سے جنگ ہوئی اور اس میں حفاظ صحابہ کی کثیر تعداد شہید ہو گئی تو صحابہ کرام کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اگر حفاظ صحابہ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم ضائع نہ ہو جائے۔

ان حضرات نے قرآن کریم کو جمع کرنے کا فیصلہ کیا اور اسلام کے پہلے خلیفہ امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ علیہ کے دور میں ہی قرآن کریم پختہ اصولوں کی بنیاد پر جمع کر لیا گیا جو بعد میں اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ علہ کے پاس محفوظ رہا، اور آپ کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گیا۔[1]

جب اسلام کے تیرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام کافی پھیل گیا اور مختلف لہجوں کے حامل افراد اور اقوام دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ تو قرآن کی قراءت میں اختلاف رونما ہونے لگے، مستقبل میں اس کے سنگین نتائج کو بھانپتے ہوئے آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ جمع شدہ قرآن کریم منگوایا اور جس لہجہ و لغت پر صاحب قرآن نے یہ کلام مجید عطا فرمایا تھا، اسی لغت قریش پر اس کے دیگر نسخے تیار کروائے۔ اور بلاد اسلامیہ میں بھجوا دیے یوں آپ کی دور اندیشی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اختلاف امت کا سبب بننے والا ایک وحشت ناک دروازہ بند ہو گیا۔[2]

---

1. بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن۔ باب جمع قرآن 3/398 حدیث 4986.
2. بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن باب جمع قرآن 3/399 حدیث 4987.

قرآنی معجزات

تحریر از: اسد رضا عطاری

1-حیات بعد از ممات

ترجمہ: اور جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب! تو مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ اللہ نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ ابراہیم نے عرض کی: یقین کیوں نہیں مگر یہ (چاہتا ہوں) کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ اللہ نے فرمایا: تو پرندوں میں سے کوئی چار پرندے پکڑ لو پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو پھر ان سب کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں پکارو تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔[1]

ترجمہ: (کیا تم نے) اس شخص کو (نہ دیکھا) جس کا ایک بستی پر گزر ہوا اور وہ بستی اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی تو اس شخص نے کہا: اللہ انہیں ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے سو سال موت کی حالت میں رکھا پھر اسے زندہ کیا، (پھر اس شخص سے) فرمایا: تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ اس نے عرض کی: میں ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم وقت ٹھہرا ہوں گا۔ اللہ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تو یہاں سو سال ٹھہرا ہے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بدبودار نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ (سب) اس لئے (کیا گیا ہے) تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنادیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کہ ہم کیسے انہیں اٹھاتے (زندہ کرتے) ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں توجب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا تو وہ بول اُٹھا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔[2]

2-اللہ ہر چیز پر قادر ہے

حضرت مریم کو بے موسم کے پھل ملنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں بڑھاپے میں حضرت یحییٰ کی ولادت

ترجمہ: جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ (زکریا نے) سوال کیا، اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔ وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا مانگی، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں

---

1. سورۂ بقرہ آیت نمبر 260.
2. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 259.

نے اسے پکار کر کہا جبکہ وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بیشک اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور وہ سردار ہو گا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا اور صالحین میں سے ایک نبی ہو گا۔[1]

3-حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر والد کے پیدائش

ترجمہ: اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا، اے مریم! اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک خاص کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح، عیسیٰ بن مریم ہو گا۔ وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہو گا اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو گا۔ اور وہ لوگوں سے جھولے میں اور بڑی عمر میں بات کرے گا اور خاص بندوں میں سے ہو گا۔ (مریم نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہو گا؟ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اللہ نے فرمایا: اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اسے صرف اتنا فرماتا ہے، ''ہو جا'' تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔[2]

---

1. سورۂ آل عمران، آیت نمبر 37 تا 39.
2. سورۂ آل عمران، آیت نمبر 45 تا 47.

اعجازِ قرآن

تحریر از: رمیز رضا عطاری

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے

وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۖ وَ ادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ[1]

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔

اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت کا بیان ہوا اور یہاں سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کی بے مثل کتاب ہونے کی وہ قاہر دلیل بیان فرمائی جارہی ہے جو سچ کے طلبگار کو اطمینان بخشے گی اور منکروں کو عاجز کردے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل قرآن ہے لہٰذا قرآنِ کریم کے بیان کردہ رکوع میں ترتیب سے ان سب کو بیان کیا گیا ہے۔

اس آیت میں خاص بندے سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔[2] یہاں اس اندازِ تعبیر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ محبوبیت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ: تو تم اس جیسی ایک سورت بنالاؤ) آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت میں قرآن کے بے مثل ہونے پر دوٹوک الفاظ میں ایک کھلی دلیل دی جارہی ہے کہ اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز کرنے والوں کو چیلنج ہے کہ اگر تم قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں بلکہ کسی انسان کی تصنیف سمجھتے ہو تو چونکہ تم بھی انسان ہو لہٰذا اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ جو فصاحت و بلاغت، حسنِ ترتیب،

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 23.
2. مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۳، ص ۳۵.

غیب کی خبریں دینے اور دیگر امور میں قرآن پاک کی مثل ہو اور اگر ایسی کوئی سورت بلکہ آیت تک نہ بنا سکو تو سمجھ لو کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کا انکار کرنے والوں کا انجام دوزخ ہے جو بطورِ خاص کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

نوٹ: یہ چیلنج قیامت تک تمام انسانوں کیلئے ہے، آج بھی قرآن کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف کہنے والے کفار تو بہت ہیں جو معاذ اللہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی بظاہر حرمت تو پامال کر سکتے ہیں لیکن قرآن مجید نے جو انہیں چیلنج دیا اسے یہ کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے، اور کفار یہ سمجھتے ہیں کے یہ معاذ اللہ قرآنِ مجید کو بظاہر جلا کر اس دنیا سے اس کی روشنی کو ختم کر دیں گے، تو یہ ان کافروں کی سب سے بڑی بھول ہے کہ یہ بظاہر جو قرآنِ مجید کتابی صورت میں ہے یہ اس کو تو جلا سکتے ہیں، لیکن اس دنیا میں بسنے والے لاکھوں حافظِ قرآن کہ جن کے سینوں میں قرآن کے نور کی شمع روشن ہے وہ اس کو کس طرح بجھا سکتے ہیں، یہی قرآنِ مجید کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے، الغرض یہ کہ قرآن کی مثل ایک آیت بنانے والا آج تک کوئی سامنے نہیں آیا اور جس نے اس کا دعویٰ کیا، اس کا پول خود ہی چند دنوں میں کھل گیا۔

اعجازِ قرآن کی وجوہات

قرآن مجید وہ بے مثل کتاب ہے کہ لوگ اپنے تمام تر کمالات کے باوجود قرآن پاک جیسا کلام بنانے سے عاجز ہیں اور جن و انس مل کر بھی اس کی آیات جیسی ایک آیت بھی نہیں بنا سکتے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق میں کسی کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی مثل کلام بنا سکے اور یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک کوئی بھی قرآن مجید کے دیئے ہوئے چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی دے سکے گا۔ قرآن پاک کے بے مثل ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں جنہیں علماء و مفسرین نے اپنی کتابوں میں بہت شرح و طوالت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، ہم یہاں پر ان میں سے صرف تین وجوہات بیان کرتے ہیں۔

1. فصاحت وبلاغت

عرب کے لوگ فصاحت و بلاغت کے میدان کے شہسوار تھے اور ان کی صفوں میں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو کہ بلاغت کے فن میں اعلیٰ ترین منصب رکھنے والے، عمدہ الفاظ بولنے والے، چھوٹے اور بڑے جملوں کو بڑی فصاحت سے تیار کرنے والے تھے اور تھوڑے کلام میں بہترین تصرف کر لیتے تھے، اپنی مراد کو بڑے عمدہ انداز میں بیان کرتے، کلام میں فصاحت و بلاغت کے تمام فنون کی رعایت کرتے اور ایسے ماہر تھے کہ فصاحت و بلاغت کے جس دروازے سے چاہتے داخل ہو جاتے تھے، الغرض دنیا میں ہر طرف ان کی فصاحت و بلاغت کا ڈنکا بجتا تھا اور لوگ فصاحت و بلاغت میں ان کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔

ان اہل عرب کو فصاحت و بلاغت کے میدان میں اگر کسی نے عاجز کیا ہے تو وہ کلام قرآن مجید ہے، اس مقدس کتاب کی فصاحت و بلاغت نے اہل عرب کی عقلوں کو حیران کر دیا اور اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیا۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امامِ عشق و محبت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

2. تلاوتِ قرآن کی تاثیر

قرآن مجید کے بے مثل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اسے پڑھنے اور سننے والا کبھی سیر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے اکتاتا ہے بلکہ وہ اس کی جتنی زیادہ تلاوت کرتا ہے اتنی ہی زیادہ شیرینی اور لذت پاتا ہے اور بار بار اس کی تلاوت کرنے سے اس کی محبت دل میں راسخ ہوتی جاتی ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور کلام اگرچہ وہ کتنی ہی خوبی والا اور کتنا ہی فصیح و بلیغ کیوں نہ ہو اسے بار بار پڑھنے سے دل اکتا جاتا ہے اور جب اسے دوبارہ پڑھا جائے تو طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کی اس شان کے بارے میں خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن وہ ہے جس کی برکت سے خواہشات بگڑتی نہیں اور جس سے دوسری زبانیں مشتبہ نہیں ہوتی، علماء اس سے سیر نہیں ہوتے، یہ بار بار دہرائے جانے سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔[1]

نیز قرآن مجید کی آیات میں رعب، قوت اور جلال ہے کہ جب کوئی ان کی تلاوت کرتا ہے یا انہیں کسی سے سنتا ہے تو اس کے دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے حتّٰی کہ جسے قرآن پاک کی آیات کے معانی سمجھ میں نہ آرہے ہوں اور وہ آیات کی تفسیر بھی نہ جانتا ہو، اس پر بھی رقت طاری ہو جاتی ہے، جبکہ قرآن مجید کے علاوہ اور کسی کتاب میں یہ وصف نہیں پایا جاتا اگرچہ وہ کیسے ہی انداز میں کیوں نہ لکھی گئی ہو۔

3) غیب کی خبریں

قرآن پاک میں مستقبل کے متعلق جو خبریں دی گئیں وہ تمام کی تمام پوری ہوئیں مثلاً زمانہ نبوی میں رومیوں کے ایرانیوں پر غالب آنے کی خبر دی گئی اور وہ سو فیصد پوری ہوئی۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی ایسی خبریں موجود ہیں کے ان واقعات کے واقع ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دیدی، پھر بعد میں یہ واقعات پیش آئے،

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنِ مجید کے معانی و مطالب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور قرآن کا ادب و احترام کرنے والا بنائے۔۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے

ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

---

1. ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القرآن، ۴/ ۴۱۴-۴۱۵، الحدیث: ۲۹۱۵.

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ کی تفسیر

تحریراز: محمد انس ضیائی

ترجمہ: اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے۔[1]

{ان کے پاس رسول آیا} یہاں رسول سے مراد سرکارِ دوعالم، محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توریت، زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کی کتابوں میں بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف واحوال کا بیان تھا اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک ہی ان کتابوں کی تصدیق ہے، لہٰذا اس بات کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر اہل کتاب کا ایمان اپنی کتابوں کے ساتھ اور زیادہ پختہ ہوتا مگر اس کے برعکس انہوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ بھی کفر کیا۔ مشہور مفسر سُدِی کا قول ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو یہودیوں نے توریت اور قرآن کا تقابل کیا اور جب دونوں کو ایک دوسرے کے مطابق پایا تو انہوں نے توریت کو بھی چھوڑ دیا۔[2]

{اپنی پشتوں کے پیچھے} پیٹھ پیچھے پھینکنے سے مراد ہے اس کتاب کی طرف بے التفاتی کرنا۔ حضرت سفیان بن عُیَینَہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ یہودیوں نے توریت کو ریشمی غلافوں میں سونے چاندی کے ساتھ مزین کرکے رکھ لیا اور اس کے احکام کو نہ مانا۔[3]

قرآن مجید سے متعلق مسلمانوں کی حالت زار

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیٹھ پیچھے پھینکنے کے مترادف ہے اگرچہ اسے روز پڑھے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے جیسے یہودی توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے مگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے نہ اس پر عمل کیا گیا گویا اسے پس پشت ڈال دیا۔ آج کے مسلمانوں کا حال بھی اس سے بہت مشابہ ہے کہ قرآن پاک کے عمدہ سے عمدہ اور نفیس نسخے گھروں اور مسجدوں میں الماریوں کی زینت تو ہیں، ریشمی غلاف بھی ان پر موجود ہیں لیکن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی حالت یہ ہے کہ ان الماریوں اور ریشمی غلافوں پر گرد کی تہہ جم چکی ہے اور حقیقتاً وہ گرد ان غلافوں پر نہیں بلکہ مسلمانوں کے دلوں پر جمی ہوئی ہے۔ آج کہاں

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 101.

2. در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۰۱، ۱/ ۲۳۳.

3. تفسیر جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۰۱، ۱/ ۱۲۷.

ہیں وہ مسلمان جنہیں قرآن کے حلال وحرام کا علم ہو؟ جنہیں اسلامی اخلاق کا پتہ ہو؟ جن کے دل اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر ڈر جاتے ہوں اور ان کے اعضا اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہوں؟ جن کے دل ودماغ پر قرآن کے انوار چھائے ہوئے ہوں۔ افسوس!!!

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بے رخی اور بے توجہی کی علامت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے عمل آدمی جاہل کی طرح ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔

درجہ سابعہ

قرآن کی دعوتِ غور و فکر

تحریر از: محمد عدیل فاروقی

قرآن کریم رب تعالیٰ کی وہ عظیم الشان کتاب ہے کہ جس میں ہر خشک و تر کا علم ہے قرآن کریم صرف ایک مذہبی کتاب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے قرآن کریم قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا اور ہر نارمل انسان غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہے لہذا قرآن کریم لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تا کہ ہر شخص جو ادنیٰ سا تامل بھی کرے وہ یہ جان لے کہ اسے پیدا کرنے والا اور اس کائنات کو بنانے والا کوئی موجود ہے تو قرآن نے دعوت فکر دیتے ہوئے فرمایا:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [1]

ترجمہ: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اور فرمایا: وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [2]

ترجمہ: اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے

اور کئی مقامات پر غور و تفکر کا حکم دیا گیا ہے، جیسے

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [3]

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [4]

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [5]

---

1. سورۂ آل عمران، آیت نمبر 191.
2. سورۂ جاثیہ، آیت نمبر 13.
3. سورۂ اعراف، آیت نمبر 176.
4. سورۂ یونس آیت نمبر 24.
5. سورۂ رعد، آیت نمبر 3.

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ[1]

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ[2]

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ[3]

ان سب آیتوں میں غور فکر کی تعلیم دی گئی ہے گویا کہ کہا جا رہا ہے کہ تفکر کرو قرآن میں، تفکر کرو خلق میں، تفکر کرو آفاق میں، تفکر کرو اپنے آپ میں، تفکر کرو احکام میں، تفکر کرو اقوام میں قرآن میں۔ غور کیا جائے تو یہ قرآن رب تک پہنچنے کا ذریعہ ہے ہدایت کا سر چشمہ ہے یہی قرآن شریعت بھی ہے طریقت بھی یہی علم بھی ہے عمل بھی اس میں سائنس بھی ہے طب بھی معاشیات بھی سیاسیات بھی معاشرت بھی ہے تہذیب بھی پرانی قوموں کے واقعات بھی ہیں اور آئندہ کی خبریں بھی زوال کے اسباب بھی ہیں اور عروج کے اصول بھی غرض کہ ہر خشک و تر کا علم موجود ہے بس اسے لینے والا ہو بقول اقبالؒ:

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

یقیناً اگر کوئی کافر ہدایت کے لیے قرآن میں غور کرے تو ہدایت پالے اور پائی بھی ہے لیکن مسلمان قرآن اور کائنات میں غور و فکر کرنے اور اس کے ذریعے اپنے رب تعالیٰ کے کمال و جمال اور جلال کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی بجا آوری کرنے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور ان کے علم کی حد صرف یہ رہ گئی ہے جب بھوک لگی تو کھانا کھا لیا، جب پیاس لگی تو پانی پی لیا، جب کام کاج سے تھک گئے تو سو کر آرام کر لیا، جب شہوت نے بے تاب کیا تو حلال یا حرام ذریعے سے اس کی بے تابی کو دور کر لیا اور جب کسی پر غصہ آیا تو اس سے جھگڑا کر کے غصے کو ٹھنڈا کر لیا الغرض ہر کوئی اپنے تن کی آسانی میں مست نظر آ رہا ہے۔ بقول اقبالؒ:

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے

تم مسلماں ہو یہ انداز مسلمانی ہے؟

اللہ پاک ہمیں قرآن کریم پڑھنے سمجھنے اس میں اور کائنات بالخصوص عالمِ صغیر یعنی اپنے آپ میں غور و تفکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر قرآنی علوم کا سیکھنا آسان بنائے آمین

---

1. سورۂ نحل، آیت نمبر 44.

2. سورۂ روم، آیت نمبر 21.

3. سورۂ حشر، آیت نمبر 21.

قرآنِ مجید کی حفاظت

تحریر از: علی رضا قاسم عطاری

یاد رہے کہ تمام جن وانس اور ساری مخلوق میں یہ طاقت نہیں ہے کہ قرآنِ کریم میں سے ایک حرف کی کمی بیشی یا تغییر اور تبدیلی کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے، دوسری کسی کتاب کو یہ بات مُیَسّر نہیں۔ قرآنِ کریم کی یہ حفاظت کئی طرح سے ہے۔

1. قرآنِ کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے۔

2. اس کو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔

3. ساری مخلوق کو اسے معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار شدید عداوت کے باوجود اس مقدس کتاب کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔[1]

تاریخ شاہد ہے کہ اگر کسی نے قرآن کے نور کو بجھانے، اس میں کمی زیادتی، تحریف اور تبدیلی کرنے یا اس کے حروف میں شکوک وشبہات ڈالنے کی کوشش کی بھی تو وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ قَرامِطہ کے مُلحد اور گمراہ لوگ سینکڑوں سال تک اپنے تمام تر مکر، دھوکے اور قوتیں صرف کرنے کے باوجود قرآن کے نور کو تھوڑا سا بھی بجھانے پر قادر نہ ہو سکے، اس کے کلام میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ کر سکے نہ ہی اس کے حروف میں سے کسی ایک حرف کے بارے میں مسلمانوں کو شک وشبہ میں ڈال سکے۔ اسی طرح قرآنِ مجید کے زمانۂ نزول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں اہلِ بیان، علمِ لسان کے ماہرین، ائمہ بلاغت، کلام کے شہسوار اور کامل اساتذہ موجود رہے، یونہی ہر زمانے میں بکثرت ملحدین اور دین وشریعت کے دشمن ہر وقت قرآنِ عظیم کی مخالفت پر تیار رہے مگر ان میں سے کوئی بھی اس مقدس کلام پر اثر انداز نہ ہو سکا اور کوئی ایک بھی قرآنِ حکیم جیسا کلام نہ لا سکا اور نہ ہی وہ کسی آیتِ قرآنی پر صحیح اِعتراض کر سکا۔

یہاں قرآنِ مجید کی حفاظت سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت یحییٰ بن اَکثَم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مامون رشید کی مجلس میں ایک یہودی آیا اور اس نے بڑی نفیس، عمدہ اور اَدیبانہ گفتگو کی۔ مامون رشید نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے انکار کر دیا۔ جب ایک سال بعد دوبارہ آیا تو وہ مسلمان ہو چکا تھا اور اس نے فقہ کے موضوع پر بہت شاندار کلام کیا۔ مامون رشید نے اس سے پوچھا: تمہارے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: جب پچھلے سال میں تمہاری مجلس سے اٹھ کر گیا تو میں نے ان مذاہب کا امتحان لینے کا ارادہ کر لیا، چنانچہ میں نے تورات کے تین نسخے لکھے اور ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی، اس کے بعد میں یہودیوں کے مَعبَد میں گیا تو انہوں نے مجھ سے وہ تینوں نسخے خرید لئے۔ پھر میں نے انجیل کے تین نسخے لکھے اور ان میں بھی اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی۔ جب میں یہ نسخے لے کر عیسائیوں کے گرجے میں گیا تو انہوں نے بھی وہ نسخے خرید لئے۔ پھر میں نے قرآن پاک کے تین نسخے لکھے اور اس کی عبارت میں بھی

---

1. خازن، الحجر، تحت الآیۃ: ۹، ۳/ ۹۵، تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیۃ: ۹، ۷/ ۱۲۳، ملتقطاً۔

کمی بیشی کر دی۔ جب میں قرآن پاک کے وہ نسخے لے کر اسلامی کتب خانے میں گیا تو انہوں نے پہلے ان نسخوں کا بغور مطالعہ کیا اور جب وہ میری کی ہوئی کمی زیادتی پر مطلع ہوئے تو انہوں نے وہ نسخے مجھے واپس کر دیئے اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ اس سے میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے میں نے اسلام قبول کر لیا۔[1]

زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید کی حفاظت کے اقدامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آیات اترتیں انہیں خود یاد فرما لیتے اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ آیات سناتے۔ یہ حفاظت قرآن کا وہ بہترین اقدام تھا جس کی وجہ سے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی قرآن کی تحریف، اور تبدیلی کا خوف جاتا رہا۔

1. قرطبی، الحجر، تحت الآیۃ:۹، ۵/۶، الجزء العاشر، ملخصاً.

فقہی مسائل اور قرآن پاک

تحریر از: غلام یاسین عطاری

الحمد للہ قران پاک یہ وہ واحد اور عظیم الشان کتاب ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی کتاب نہیں اور ہو بھی کیسے یہ رب تعالی کا کلام ہے اور اس کلام پاک کے بھی کیا کہنے کہ اسے پڑھنے والوں اور اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہدایت اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنے والوں کے لیے انعام و فضیلت ہے اور اسی طرح قرآن پاک تمام انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے اور اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے رہنمائی موجود ہے قرآن کریم تمام علوم و فنون کے لیے مرجع اور مرکز کی حیثیت رکھتا ہے تمام علوم اسی سے حاصل ہوتے ہیں علم فقہ بھی انہی علوم میں سے ایک علم ہے جس طرح قرآن پاک میں پچھلی قوموں کے واقعات بیان ہوئے ہیں اسی طرح قرآن پاک میں مختلف مقامات پر فقہی مسائل بھی بیان ہوئے ہیں جیسے نماز، زکوۃ، روزہ، حج، نکاح طلاق، عدت، وضو، تیمم وغیرہ۔

احکامات کے متعلق آیات

نماز اور زکوۃ کا ذکر

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ [1]

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت میں نماز اور زکاۃ کے ساتھ باجماعت نماز کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

حج کا ذکر

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ [2]

ترجمہ: حج چند معلوم مہینے ہیں تو جو اِن میں حج کی نیت کرے تو حج میں نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو اور نہ کوئی گناہ ہو اور نہ کسی سے جھگڑا ہو۔

روزہ کا ذکر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [3]

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 43.
2. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 197.
3. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 183.

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

وضو اور تیمم

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لو اور اگر تم بے غسل ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور ان صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

تجارت کا ذکر

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ [2]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

سود کی حرمت کا ذکر

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا [3]

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی طرح جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا: خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

---

1. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 6.
2. سورۂ نساء، آیت نمبر 29.
3. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 275.

اسی طرح قرآن پاک میں اور بھی کئی قسم کے فقہی اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں بلاشبہ قرآن میں ہر خشک وتر کا علم موجود ہے بس کوئی لینے والا ہو کئی لوگ نور قرآن سے فیضیاب ہوئے اور کئی ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

اللہ پاک ہمیں قرآن پاک کو صحیح اور اچھے انداز سے سیکھ کر سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

قرآن اور ہم

تحریر از: حافظ محمد صادق عطاری

وحی کے سب سے پہلے کلمے "اقرأ" کا مخاطب حضرتِ انسان ہے نہ کہ فرشتہ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حیثیت واسطہ کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تعلیم وتربیت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، جبرئیل علیہ السلام کا قرآن لانا اور پڑھ کر سنانا خود ان کے اختیار میں نہیں تھا وہ حکم خداوندی کے خلاف کر ہی نہیں سکتے تھے؛ جب کہ انسان کو طاعت ومعصیت دونوں کا اختیار دیا گیا ہے، اسی وجہ سے تلاوتِ قرآن کا حکم انسان کو ملا کسی فرشتہ کو ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

قرآن کا پڑھنا ایسی شرافت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشرف کیا ہے؛ چونکہ یہ چیز فرشتوں کو نہیں ملی؛ اس لیے انسان اس نعمتِ خاصہ کی وجہ سے فرشتوں کے لیے رشکِ تمنا بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتے ایسی مجالس کی تلاش میں رہتے ہیں، جہاں قرآن پاک کی تلاوت یا مذاکرہ ہو رہا ہو، بالآخر مؤمنین کی ایسی مجلسوں کو رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور سماعِ قرآن کی برکت سے رحمت الٰہی اور سکینت سے وہ بھی مستفید ہوتے ہیں۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی رات میں نماز (تہجد) کے لیے اٹھے تو مسواک کرلے اس لیے کہ تم میں سے کوئی جب نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ پڑھنے والے کے مُنھ پر اپنا منھ رکھ دیتا ہے اور جو چیز پڑھنے والے کے منھ سے نکلتی ہے وہ فرشتہ کے منھ میں داخل ہوتی ہے۔ اس طرح کی روایت کچھ اضافہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

قرآن اللہ کا غیر فانی کلام

بنی نوع انسان کی داستانیں قصہ ٔ بن سکتی ہیں، تمام درختوں کے اوراق بوسیدہ ہوسکتے ہیں، شاخوں کے قلم ریزہ ریزہ ہوسکتے ہیں اور ہفت اقلیم کے سمندر کی روشنائی ختم ہوسکتی ہے؛ مگر کلامِ الٰہی ہمیشہ تروتازہ اور نشیط رہے گا، اس کے شباب پر کبھی کہولت نہیں آسکتی اس لیے کہ وہ عجائب ونوادر کا لازوال سرچشمہ اور معانی ومعارف کا بحرِ ناپید ہے۔

اگر بندہ کو قرآن مجید کے ہر حرف کے بدلے ہزار فہم ودانش دے دی جائے، تب بھی اُن معانی کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی ایک آیت میں ودیعت کی ہے اس لیے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اس کی ذاتی صفت ہے، پس جس طرح ذاتِ خداوندی کی کوئی حد وانتہاء نہیں، اسی طرح معانیِ کلام کی بھی کوئی غایت نہیں ہے، انسان بس اتنا ہی سمجھتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس پر منکشف فرمایا ہے لہٰذا اس کا کلام قدیم وابدی ہے۔

قرآن پاک کی اسی ازلی وابدی حیثیت کو کسی زمانہ میں ہوا پرست عقل مندوں نے پامال کرنے کی کچھ ناپاک سعی کی تھی، جس سے عام اہل اسلام کے عقائد میں وسوسہ لاحق ہوگیا تھا، دنیادار لوگوں کا ایمان ڈگمگا چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اِس فتنہ ٔ عظیم کو جڑ سے ختم کردینے کے لیے

علمائے حق میں سے ایک جماعت کا انتخاب فرمایا جس کے سر خیل امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری توانائیوں سے فتنہ کی سرکوبی فرمائی اور کلام کے غیر مخلوق ہونے کو دلائل وبراہین سے مستحکم وآشکارا کیا یہاں تک کہ فتنہ پر زوال آہی گیا اور کلامِ لازوال پورے آب وتاب کے ساتھ مخلوق کے درمیان محفوظ رہا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے پر بعض علماء نے ایک لطیف استدلال یہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "انسان" کا ذکر بہت مقامات پہ کیا ہے اور سب جگہ اس کا مخلوق ہونا بیان کیا اور "قرآن" کا ذکر جہاں جہاں فرمایا ہے اس میں سے کسی ایک جگہ بھی اس کے مخلوق ہونے کا تذکرہ نہیں بلکہ ایک مقام پر دونوں کو یکجا ذکر کیا تو ارشاد الٰہی "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ" کی تعبیر نے دونوں کو ممتاز کر دیا ہے۔

قرآن اور سائنس

تحریر از:سید عمران رضا عطاری

قرآن کریم وعظیم الشان کتاب ہے جو اللہ تعالی نے اپنے محبوب حضور پر نور رسول محتشم سرور عالم قاسم نعمت خاتم النبیین ﷺ پر نازل فرمائی اور قرآن پاک میں کسی بھی قسم کے شک وشبہ کا امکان نہیں ہے قرآن کریم خدا کلام ہے، قرآن کریم ایسے پھولوں کی پتیوں سے آراستہ ہے جس کی پتیوں کی خوشبو اس کی ذات اور صفات سے رشتہ جوڑ دیتی ہے قرآن وہ آئینہ ہے جس میں خلق پر تقدیر کے سب کے راز کھلے ہیں قرآن وہ رہنما ہیں جو بھٹکے ذہن کو راہ دکھائے بنجر دل کو شاداب کرے روح کی گندگی کو دور کرے اور قدم قدم ہمت دے اور اسے امید دلائے قرآن پاک میں زندگی کا مقصد ہے حضور اقدس نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم خاتم النبیین ہم بے کسوں کے آقا ﷺ کی پوری زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے کیونکہ حضور ﷺ کی پوری زندگی کا ہر ہر گوشہ قرآن عظیم کا شاہکار ہے ہمارے لیے قرآن صرف راستہ ہی نہیں بتاتا بلکہ منزل تک بھی پہنچاتا ہے اس کا بیان عرش الہی سے امنڈتی نور کی طرح ایک آبشار ہے جس کی ہر ہر بوند ایک اجالا اور روشنی ہے اس کا ہر ہر لفظ ایک حقیقت اور خزانہ ہے قیامت تک قرآن پاک کا ذمہ اللہ تعالی نے خود لیا ہے اس میں کوئی ردوبدل اور تبدیلی نہیں کر سکتا۔

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1]

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کے لئے۔

اس آیت مبارکہ میں (هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ) سے کیا مراد ہے؟ کیا متقین کے علاوہ قرآن کسی اور کے لئے ہدایت نہیں ہے ایسا تو ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن سب کے لئے ہدایت ہے پھر اس آیت مبارکہ کا مطلب کیا ہے آئے! جدید سائنس کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں فزکس ہمیں بتاتی ہے کائنات میں دو طرح کی توانائی پائی جاتی ہے ایک مخفی توانائی دوسری حرکی توانائی مخفی توانائی دراصل کام کرنے کی صلاحیت کا نام ہے اور حرکی توانائی سے مراد اس صلاحیت کا فائدہ اٹھانا مثال کے طور پر علم سیکھنے کی صلاحیت ہر انسان میں پائی جاتی ہے یہ اس کی مخفی توانائی ہے لیکن عملاً سارے انسان اپنی صلاحیت کو بروئے کار نہیں لاتے پس جو لوگ اپنی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھا کر علم سیکھ لیں وہی ہیں جنہوں نے اپنی مخفی توانائی کو حرکی توانائی بدلا اس مثال کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں قرآن کریم میں تمام انسانوں کے لیے ہدایت کی مخفی توانائی موجود ہے لیکن اس ہدایت سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو اپنے اندر ہدایت کی طلب، آرزو اور پیاس رکھتے ہیں اور اپنی

---

1. سورۂ بقرہ، آیت نمبر 1 تا 2.

اس آرزو کی قوت سے قرآنی ہدایت کی مخفی توانائی کو حرکی توانائی میں بدل دے سورہ بقرہ کی زیر نظر آیت بتارہی ہے یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جو متقی ہوں اہل تقوی ہی قرآن کی آفاقی ہدایت سے عملاً فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مصطفی کا نام ہے نام خدا کے ساتھ
مصطفی کی یاد ہے شامل خدا کی یاد میں

قرآن اور صاحب قرآن

تحریراز: محمد وسیم عطاری

دنیا کی کتابوں میں قرآن چمکتا ہے قرآن میں اللہ کا فرمان چمکتا ہے

عادت بنائے جو تلاوت قرآن کی اللہ کی نظر میں میں وہ انسان چمکتا ہے

دنیا کی کوئی بھی کتاب اٹھالیں تو سب کتابوں کی سردار اللہ پاک کی مقدس کتاب قرآن ہے جن پر یہ قرآن نازل ہوا وہ انبیاء کے سردار ہیں یعنی قرآن کتابوں کا سردار حضور ﷺ انبیاء کے سردار۔

یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اللہ پاک کی طرف سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی طرف نازل کی گئی اور جن پر نازل کی گئی وہ بھی اللہ پاک کی طرف سے مبعوث کئے گئے یعنی قرآن مُنَزَّلٌ مِنَ اللہ اور حضور ﷺ مُرْسَلٌ مِنَ اللہ۔

قرآن پاک میں کمال ہی کمال اور حضور ﷺ خدا کا جمال ہی جمال یعنی قرآن خدا کا کمال اور حضور خدا کا جمال ہیں۔

قرآن پاک یہ وہ واحد کتاب ہے جس کے تیس پارے خوش نصیب یاد کر لیتے ہیں کوئی اگر قرآن پاک کو مٹانے کی ناپاک کوشش کر بھی لے لیکن خوش نصیبوں کے سینوں سے نہیں مٹاسکتا یہ گستاخیاں کرنے والے قرآن کی توہین کرنے والے لاکھ کوشش کر لیں قرآن پاک کو مٹانہیں سکتے کیونکہ اسکی حفاظت کا ذمہ تو میرے رب نے خود اپنے ذمہ لیا ہے یعنی قرآن سینے میں اترنے والا ہے۔

قرآن وہ کتاب ہے جو مسلمانوں کے لئے رحمت ہی رحمت ہے اور حضور ﷺ سارے جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔

قرآن وہ واحد کتاب ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور جن پر یہ نازل ہوا ان کی حدیث پاک میں بھی کوئی شک نہیں یعنی قرآن بھی لاریب اور حضور ﷺ بھی لاریب۔

قرآن پاک دنیا کی سب سے نرالی کتاب ہے اور حضور ﷺ بھی دنیا میں سب سے نرالے ہیں یعنی قرآن بھی نرالہ اور حضور ﷺ بھی نرالے۔

قرآن بھی سب سے اعلی کتاب اور حضور ﷺ بھی سب سے اعلی۔۔ اسی لئے تو اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمہ فرماتے ہیں:

سب سے اولی و اعلی ہمارا نبی

سب سے بالا و اعلی ہمارا نبی

قرآن پاک بھی خدا کی خاص کتاب ہے اور حضور ﷺ بھی خدا کے خاص بندے اور رسول ہیں یعنی قران بھی خدا کا حضور ﷺ بھی خدا کے۔

قرآن کا بھی ہر ہر قول برحق ہے اور حضور ﷺ کا بھی ہر ہر قول برحق ہے یعنی قرآن بھی حق اور حضور ﷺ بھی حق، مگر فرق یہ ہے کہ قرآن پاک سکوت والا یعنی یہ خاموش قرآن اور حضور ﷺ بولتا قرآن۔

قرآن میں اجمال اور حضور ﷺ اسکی تفسیر ہیں۔

یہ قرآن قندیل کی طرح اور حضور ﷺ تنویر کی طرح۔

یہ قرآن پاک جو ہم پڑھتے ہیں الفاظ ہیں اور ایسے الفاظ کہ ہر ہر حرف کے بدلے قاری کے لیے دس دس نیکیاں۔

میرے حضور ﷺ اس کا معنی ہیں "یعنی قرآن الفاظ" اور "معنی حضور ﷺ" قرآن فکر اور حضور ﷺ ذکر۔

یہ قرآن متن ہے ایسا متن جس کو دیکھنا ثواب جس کو چومنا ثواب جسکو چھونا ثواب جسکو پڑھنا ثواب اور حضور ﷺ اسکی تشریح ہیں "یعنی قران متن حضور ﷺ تشریح"

یہ بابرکت قرآن جس کی 114 سورتیں ہیں اور ہر ہر سورت برکت والی ہر ہر سورت کی اپنی فضیلت اور جن پر نازل ہوا انکا ایک ہی چہرہ انور جسمیں پورا قرآن نظر آئے کیونکہ پورا قرآن آپ کی تعریف ہی میں نازل ہوا ہے۔

یہ وہ مقدس قرآن ہے جس کو پڑھنے والا قاری کہلاتا ہے اور جس نے قرآن والے چہرے حضور ﷺ کو پڑھا آپ کی صحبت میں رہا آپ پر ایمان لایا ایمان پر خاتمہ ہوا اسے صحابی کہتے ہیں،یعنی قرآن کا پڑھنے والا قاری حضور سے پڑھنے والا صحابی۔

قرآن خدا کی کتاب ہے حضور رسالت مآب ﷺ۔۔۔میں تو بس اتنا ہی کہوں گا:

قرآن تیری رحمت کا دیوان نظر آیا

آقا تیری صورت اور تیری سیرت کا عنوان نظر آیا

میں اپنے موضوع کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے یہی عرض کروں گا اللہ کریم ہمیں قرآن پاک سے اور صاحب قرآن کی برکتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین

دعوت اسلامی اور خدمت قرآن

تحریراز: معروف احمد کھتری

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک جو سن 1981ء میں معرض وجود میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک نے دنیا کے خطے خطے میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا یوں تو دعوت اسلامی زندگی کے تقریباً 108 سے زائد شعبہ جات میں اپنی خدمات سرانجام دینے میں کوشش کررہی ہے اور اس جدید دور کے تقاضوں کے مطابق امت کو تعلیم قرآن کے نت نئے مواقع فراہم کررہی ہے۔

خدمت قرآن کے تعلق سے اس کا کردار نا قابل بیان ہے مدارس المدینہ اور جامعات المدینہ کی تعداد اور ان میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کی کثرت میں روز بروز اضافہ بھی اسی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ امت مسلمہ قرآن کے نور سے روشن اور منور ہے ان اداروں میں چونکہ قرآن حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کی مفت تعلیم امت کو فراہم کی جاتی ہے جس کی بدولت لاکھوں حفاظ اور ہزاروں علماء کرام ان اداروں سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے مقام پر خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن بنام کنزالایمان کی طبع کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں قبلہ امیر اہل سنت کی خواہش پر قرآن پاک کی جامع تفسیر بنام "صراط الجنان" کی تالیف بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے مدنی چینل کے حوالے سے گفتگو کرنا موضوع کے مناسب ہے کہ جس طرح اس الیکٹرونک مبلغ نے گھر گھر جا کر قرآن کا پیغام پہنچایا ہے واقعی بے مثل و بے مثال ہے۔

ویسے تو دعوت اسلامی روز اول ہی سے خدمت خلق میں مصروف ہے لیکن مدنی چینل کے آنے کے بعد اس کی سرعت میں اضافہ ہوتا ہی چلا جا رہا ہے آن لائن مدارس اور جامعات کے کردار کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جس کا دائرہ انتہائی وسیع ہے اور اس نے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق امت کو تعلیم قرآن کے نت نئے مواقع فراہم کئے ہیں۔

قرآن مجید اور انسانی زندگی

تحریر از: عطاء اللہ نقشبندی

قرآن اللہ کا آخری کلام ہے۔ اللہ نے انسانوں کو جو علم دینا تھا، وہ قرآن کے اندر آخری مرتبہ مکمل شکل میں دے دیا گیا۔ نزول قرآن ایک ایسا واقعہ ہے، جو بلاشبہ اب قیامت تک دوبارہ رونما نہیں ہو گا۔ اگر کوئی مورخ ہر قسم کے اثرات سے الگ ہو کر یکسر غیر جانب دارانہ طور پر تاریخ انسانیت پر نگاہ ڈالے اور یہ دیکھے کہ وہ کون سا واقعہ ہے، جسے اس پوری تاریخ میں سب سے بڑا اور عظیم انقلاب انگیز قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ وہ واقعہ "نزولِ قرآن" ہے۔ یہ بات محض بر بنائے عقیدت نہیں کہی جا رہی، جن غیر مسلم مورخین و مفکرین نے تعصب اور جانب داری سے ہٹ کر تاریخ انسانی پر غور کیا ہے وہ از خود اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ "نزولِ قرآن ہی تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلابی واقعہ ہے"۔

خالقِ کائنات کا قرآن کو نازل کرنے کا مقصد بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اِسی مقصد کے لئے کائنات تخلیق کی گئی، اِسی مقصد کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا اور اسے اشرف المخلوقات کی خلعت پہنا کر خلافتِ الٰہیہ کی دستار فضلیت سے سرفراز و مشرف کیا گیا، اِسی مقصد کے حصول کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا گیا اور اِسی مقصد کی تکمیل کے لئے فخر انسانیت امام الانبیاء ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا گیا۔ اگر ہم نزول قرآن سے قبل کی دنیا کا جائزہ لیں تو نقشہ کچھ یوں اُبھرتا اور تصویر کچھ ایسی نظر آتی ہے کہ نزول قرآن کے وقت دنیا میں ہر طرف گمراہی، ظلم، جہالت، شرک و بت پرستی وحشت و بربریت کی تاریکی اور غلامی و انسانی محکومی کا گھٹا گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ انسان اِس ظلمت اور تاریکی میں بھٹک رہا تھا کہ اسے اِس تاریکی میں "ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا" کے مصداق اس ظلمت و جہالت سے نجات کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی، ہدایت و فلاح کی کوئی تدبیر سجھائی نہ دیتی تھی، اِس ماحول میں رمضان کے مبارک مہینہ کی ایک رات میں (رات کا وقت اِس لئے کہ ساری دنیا جہالت کی تاریکیوں میں لپٹی ہوئی تھی) طلوع سحر کی منتظر یہ شب تاریخِ عالم میں عدیم النظیر اور فقید المثال تھی۔ یہ حدِّ فاصل تھی دنیائے قدیم اور جہان نو میں اس رات ضمیر کائنات نے ایک نئی کروٹ لی جس سے زندگی جو اپنے مقام سے بے خبر چلی آ رہی تھی، اپنے مقام اور منصب سے آشنا ہوئی۔

تمام نظام جو غیر فطری بنیادوں پر استوار تھے، باطل قرار پا گئے اور دنیا کو ایک نیا آئین حیات عطا ہوا۔ جس میں تکمیل شرفِ انسانیت کی تمام راہیں واضح طور پر سامنے آ گئیں۔ انسان کو حق و باطل کی تمیز کے صحیح پیمانے عطا ہوئے، اس لئے اِس رات کو قدر و منزلت کی رات کہہ کر پکارا گیا۔ جس میں حق و باطل نکھر کر الگ الگ ہو گئے۔ ظلمت چھٹ گئی اور نور پھیل گیا۔ اور انسانیت کو قرآن کی شکل میں قیامت تک کی زندگی کے لئے دستورِ حیات ہاتھ آ گیا۔

یہ تھا وہ ماحول جس میں قرآن کا نزول ہوا یہ ماحول خود بتا رہا ہے کہ قرآن کے نازل کرنے سے مقصد کیا تھا یہ ماحول فطرت سے اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ انسانیت جاں بہ لب ہے کمزور و مظلوم انسانوں کو اپنے ہی جیسے انسانوں نے اپنا غلام اور محکوم بنایا ہوا ہے۔ انسانیت چیخ چیخ کر

کہہ رہی تھی کہ کوئی ہے جو انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلائے۔ انسانوں کے خالق ومالک نے انسانیت کی یہ پکار اور فریاد سن لی اور ایک ایسا قانون و آئین اور دستورِ حیات نازل کر دیا کہ جو انسانیت کو ظلم، جہالت، بت پرستی، غلامی اور انسانی محکومی کی ظلمت اور اندھیروں سے نکال کر نور اور آزادی کی روشنی میں لے آیا۔ اور یہ اعلان عام کر دیا کہ اِس قرآن کے نازل ہونے کے بعد کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا غلام بنائے اور ان پر حکومت کرے، کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے انسانوں کے لئے قانون سازی کرے اور اُن سے اس قانون کی اطاعت کرائے اور انسانوں کے معاملاتِ روز وشب کے فیصلے انسانی ذہن کے وضع کردہ قانون کے مطابق کرے۔ نزولِ قرآن کے بعد انسانوں کے خالق ومالک اللہ نے یہ اعلان اور اٹل فیصلہ فرمادیا کہ جو لوگ اپنی زندگیوں کے معاملات کے فیصلے اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق نہیں کرتے وہی لوگ تو کافر ہیں۔[1]

پھر صرف اتنا ہی نہیں کہ غیر خداوندی قانون کے مطابق فیصلے کرنے والے لوگ کافر ہیں بلکہ "یہی لوگ ظالم بھی ہیں۔[2]

اور قرآن کے فیصلے کے مطابق ایسے ہی لوگ درحقیقت فاسق بھی ہیں۔[3]

معلوم ہوا کہ جو لوگ کتابِ خداوندی کے مطابق اپنے معاملاتِ زندگی نہیں نمٹاتے، اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کے قضیوں کو قرآن کے مطابق حل نہیں کرتے انہی کو کافر، فاسق اور ظالم کہا جاتا ہے۔ جو کفر کی ظلمتوں میں بھٹکتے رہتے ہیں، جو غیر خداوندیِ قانون کے فیصلوں کے باعث فسق اور ظلم کی تاریکیوں سے باہر نہیں آپاتے۔ حالانکہ یہ قرآن تو بنی نوع انسان کے نجات دہندہ اور محسن انسانیت ﷺ پر نازل ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ (اے نبی ﷺ) یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا تا کہ تم بنی نوع انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ۔[4]

اللہ نے اِس قرآن کو اس وقت جبکہ ساری دنیا آسمانی ہدایت اور نور سے محروم ہو کر تیرہ و تاریک ہو چکی تھی، نئی اقدار اور نئے پیمانے دے کر نازل کیا جس رات کو اس کے نزول کا آغاز ہوا وہ رات ایک جہان نو کے نمودار ہونے کی رات تھی۔ یہ قدر و منزلت اور نئے پیمانوں کی رات، جس میں اس کتاب کا نزول ہوا۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا نے اُس کتاب کی عظمت کو پہچانا ہی نہیں۔ اس لئے وہ ابھی تک تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی ہے اور ہزار ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود زندگی کے صحیح راستے پر گامزن نہیں ہو سکی۔

جس دن یہ حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی کہ کائنات کی تارکیاں اِس مہر عالم تاب کی ضوفشانیوں سے ہی دور ہو سکتی ہیں جو قرآن کی شکل میں نمودار ہوا تھا، منزل انسانیت کی سیدھی راہ (صراط مستقیم) اس کے سامنے آجائے گی۔ راستہ اب بھی موجود ہے اور وہ مہر عالمتاب اپنی پوری تابندگی سے نور افشاں بھی ہے، صرف اتنی کمی ہے کہ انسان نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے وہ قرآن کی اس روشنی سے

---

1. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 44.

2. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 45.

3. سورۂ مائدہ، آیت نمبر 47.

4. سورۂ ابراہیم، آیت نمبر 1.

محروم ہے جس دن اس نے اپنی آنکھیں کھول لیں، یہ سیدھا راستہ اِس کے سامنے آجائے گا اور مقصد و غایتِ نزول قرآن بھی سمجھ میں آجائے گا۔

تمت بالخیر